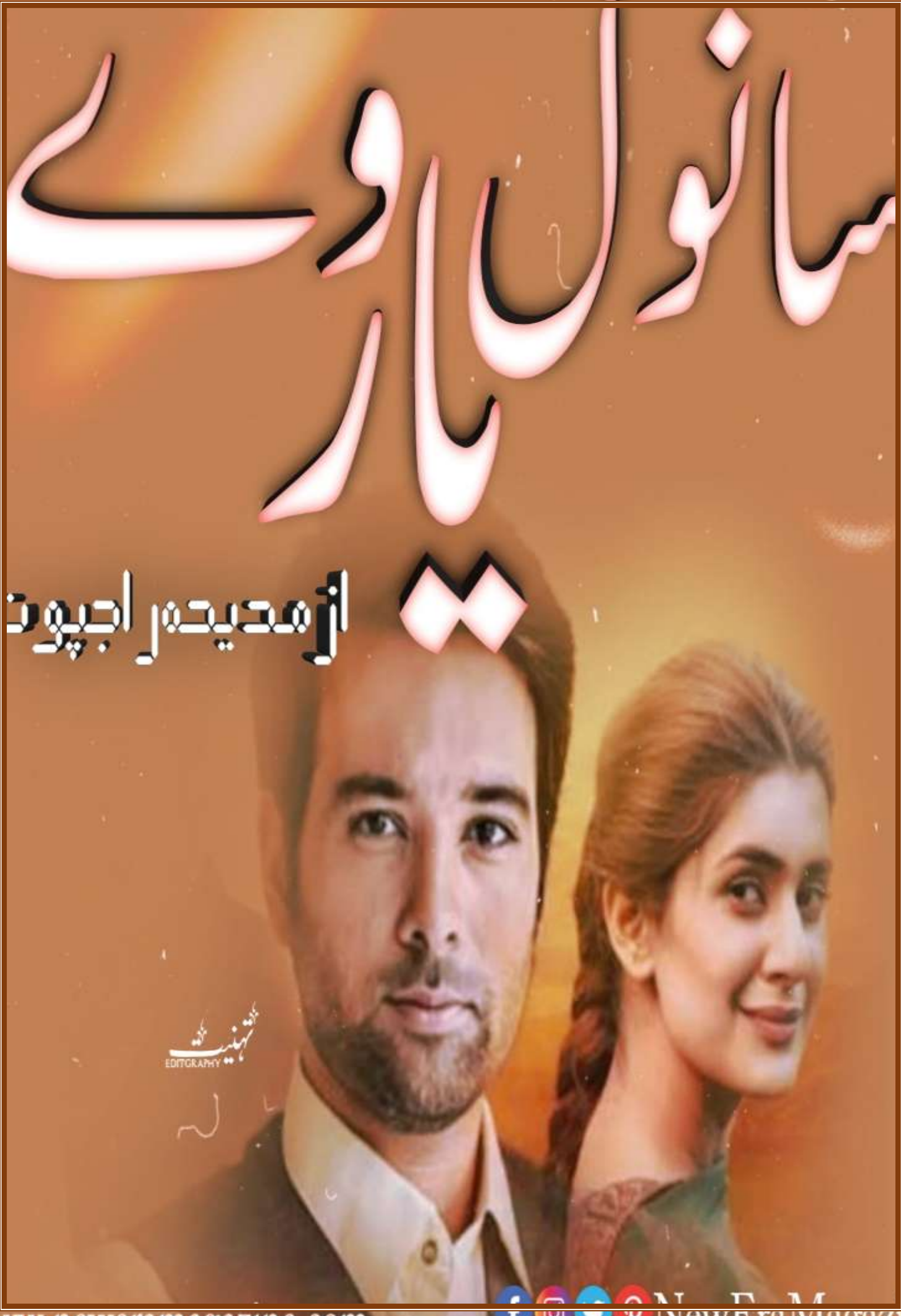

www.neweramagazine.com NewEraMagazine

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سانول یار وے

از مدیحہ راجپوت

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول۔ ناولٹ۔ افسانہ۔ کالم۔ آرٹیکل۔ شاعری۔ پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

شانی جلدی کر آ سٹیشن پہ ٹرین پہنچنے ہی والی ہوگی۔چوہدرائن نے غصہ کرنا ہے اگر اُن کے بیٹے کا استقبال ان کے شایان شان نہ ہوا تو۔۔۔

کر تو رہی ہو اماں اب کیا ہاتھ پاؤں میں کوئی مشین فٹ کروا لوں کیا؟

بہت زبان چلتی ہے اگر چوہدرائن نے سن لیا نہ تیرے ساتھ ساتھ میری بھی شامت آجائے گی کہ اُن کا بیٹا شہر سے گاؤں آرہا ہے اور ان کے کھانے کا انتظام ابھی تک نہیں ہوا۔

اماں اگر صبح جلدی جگا دیا ہوتا تو کیوں دیر ہوتی۔۔۔

شاباش ہے بیٹا میں پاگلوں کی طرح تجھے آوزے مار رہی تھی۔اس کو جگانا نہیں کہتے ہیں کیا؟

شانی ساگ کو دیسی گھی کا تڑکا لگاتے ہوئے مکئ کی روٹی کی تیاری کرنے لگی تو ساتھ ساتھ دونوں ماں بیٹی کی روز کی طرح نوک جھوک بھی جاری تھی۔

اتنے میں چوہدرائن کی کڑک دار آواز دونوں کی بولتی بند کرنے کے لئے کافی تھی۔

رشیدہ۔۔اہ رشیدہ۔۔۔

رشیدہ بوتل کے جن کی طرح چوہدرائن کے سامنے حاضر ہوگئ۔

رشیدہ کام کہاں تک پہنچ گیا ہے۔۔؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چوہدرائن شفی محمد گیا ہے آسٹیشن پہ باؤ جی کو لینے اور استقبال کا بھی انتظام ہو گیا ہے۔گاؤں والوں کے لئے مٹھائی اور کھانے کا انتظام ہو گیا ہے اور باؤ صاحب کے لئے کھانا جی شانو نے بس تیار کر دیا ہے۔شانو کا نام سنتے ہی چوہدرائن کے منہ کے زاویہ بدلے۔

تجھے کہا تھا نہ کہ اب سے شانی کو حویلی مت لایا کر کسی اور کا انتظام کر پر تجھے کوئی فرق پڑتا بھی ہے کہ نہیں؟

چوہدرائن میں آج اس لیے لے آئی کے چھوٹے چوہدری جی آرہے ہیں اور کام زیادہ تھا۔ورنہ میں نے سوچ رکھا تھا جی کے اس کا داخلہ کالج میں کروا دوں دس کے بعد آگے پڑھ جائے گی تو آج کل کے دور کے مطابق چل سکے گی۔ رشیدہ کی چلتی زبان کو روکنے کے لئے چوہدرائن کو ہاتھ اُٹھا کے روکنا پڑا۔

اچھا اچھا اب جلدی سے فارغ ہو جاؤ اور۔۔۔چوہدرائن کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

شانی کو مہتاب چوہدری کے سامنے مت آنے دینا اور باقی کا کام نبٹاؤ جلدی سے۔۔۔

جویا پُتر اے کینا سُوہنا لگ رہا ہے نہ رنگ تیرے پہ پھولوں کی طرح کھل رہا ہے۔۔لال رنگ کے دلہن کے جوڑے میں ملبوس ضویا رحمان ملک شرماتے ہوئے پریوں سی خوبصوت بڑی بڑی آنکھوں میں کئی خواب سجائے ہوئے

بارات کے انتظار میں بے جی کے گھٹنوں پہ سر رکھ کے بیٹھی ہوئی تھی۔بے جی نے کبھی بھی ضویا کا صحیح نام نہیں پکاراتھا۔جب بھی بُلایا جویا ہی کہہ کے بُلایا۔یہ نام چوہدری رحمان ملک نے اپنی پسند سے رکھا تھا اپنی اکلوتی بیٹی کا نام جو کے اکبر ملک کے سات سال بعد منتوں مرادوں سے اِن کی زندگی میں آئی تھی۔

رحمان ملک نے اپنے بچپن کے دوست سے بیٹی کا رشتہ پکا کیا۔جو کے خاندان کی روایت کے خلاف تھا۔ان کے خاندان میں لڑکیوں کی شادی خاندان سے باہر نہیں کی جاتی تھی پر رحمان ملک نے گاؤں کے چوہدری بننے کے بعد ہر فیصلہ اپنی مرضی سے کیا تھا۔برادری والوں کی لاکھ مخالفت ہو پر رحمان ملک نے اپنی ہی مرضی کی۔اور ضویا کا رشتہ امتیاز بیگ کے بیٹے ابراہیم سے کر دیا۔ جن کا اپنا کاروبار گنے کی ملوں کا تھا۔اور ابراہیم شہر میں ہی پلا بڑا تھا۔کبھی گاؤں آنا نہیں ہوا۔گاؤں کے سارے کام امتیاز کے چھوٹے بھائی رفیق بیگ کے سر پر تھا۔جو اپنی فیملی کے ساتھ گاؤں کی حویلی میں رہتے تھے۔باقی کے سارے معملات امتیاز بیگ نے سنبھال رکھے تھے۔بیٹے نے پڑھائی مکمل کی تو دوستی میں کیا وعدہ نبھایا اور بیٹے کی شادی کے لیے اپنے ہی گاؤں کی لڑکی کے آگے کچھ نہ بھایا۔اور تو اور جب سے ضویا کو دیکھا تھا امتیاز بیگ نے انکو اپنے گھر کی بہو کے روپ میں بہت بھائی تھی۔ابراہیم بنا ماں کے پلا بڑا تھا اور خاندان کی بقا اسی میں تھی کے کوئی گھر سنبھالنے والی لڑکی لائی جائے۔

ابراہیم اپنے بابا سے بہت پیار کرتا تھا۔ماں تو کبھی دیکھی نہیں تھی باپ نے ماں اور باپ بن کے پالا تھا۔ابراہیم کی پیدائش کے وقت ہی نسرین بیگم اس دنیا سے پردہ کر گئی۔امتیاز بیگ کو اپنی محبوب بیوی سے اتنا پیار تھا کہ کبھی دوسری شادی کا خیال ہی نہیں آیا اپنے آپ کو کام اور بیٹے کی پرورش میں غرک کر لیا۔

بابا جان میں آپکی ہر بات مانوں گا پر میری بھی اک شرط ہے کہ پہلے میں لڑکی دیکھوں گا پھر ہاں کروں گا۔ابراہیم دوستانہ انداز میں اپنے باپ سے مخاطب تھا۔

ارے یار میں کہہ رہا ہوں نہ اُنکے ہاں ایسا رواج نہیں ہے ملنے مالانے کا۔

پر بابا جان میں اپنی لائف کا فیصلہ ایسے کیسے کرلوں آپ ایک دفعہ بات تو کریں۔

اچھا یار میں بات کرتا ہو رحمان سے دیکھو اگر اس نے انکار کر دیا تو میں کچھ نہیں کر سکتا۔

یو ار گریٹ بابا جان۔ابراہیم نے خوشی میں امتیاز بیگ کو گلے لگا لیا۔امتیاز بیگ نے گاؤں فون کرنے لگے۔۔ایک دم سے ابراہیم نے کچھ سوچتے ہوئے روک دیا۔

روک جائے بابا جان آپ ایسا کریں رفیق انکل کو کال کر دے میں بھائی تیمور کے ساتھ دیکھ لوں گا اور کیسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔کیسا رہا میرا پلان؟؟اور ساتھ ہی اپنے فرضی کالر کھڑے کیے اور باپ کی طرف دیکھا۔

پر تم یا تیمور ان کے گھر کیسے جاؤں گے؟

وہ آپ ہم پر چھوڑ دے بابا جان بس آپ اجازت دے۔امتیاز بیگ نے کچھ سوچتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔

ٹھیک ہے پر کوئی اُلٹی سیدھی حرکت مت کرنا سمجھے۔امتیاز بیک نے انگلی اٹھا کے بیٹے کو تنبیہہ کیا۔

اوکے بابا جان جو آپ کا حکم۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابراہیم گاؤں پہنچا تو رفیق بیگ نے پُر جوش انداز میں استقبال کیا۔ساتھ میں تیمور اور احسان(چچا زاد بھائی)اور نعیمہ چچی تھی۔انکے ساتھ باتوں اور کھانے کا دور چلا۔ابراہیم ان سب سے فارغ ہوکر آرام کے غرض سے کمرے کی طرف جا ہی رہا تھا تو کچھ یاد آنے پر تیمور کے کمرے کی طرف ہو لیا۔اور دروازے پہ دستک دی جو توقع کے مطابق کھلا ہوا ہی ملا۔

تیمور یار ایک بات کرنا تھی اگر وقت ہو تو۔۔

ارے یار کیسی باتیں کرتے ہو تمہارے واسطے تو وقت ہی وقت ہے بولو کیا بات ہے۔۔؟

میں یہاں رشتے کے سلسلے میں آیا ہو۔

پر میری تو کوئی بہن نہیں جس کا تم رشتہ مانگوں۔اور دونوں قہقے لگا کے ہنسے۔

نہیں یار بات کچھ یوں ہے۔۔۔

ابراہیم اور تیمور دونوں گاؤں والوں کے حلیے میں چوہدری رحمان ملک کی حویلی کی طرف گئے اور انتظار کرنے لگے کب لڑکیوں کا ٹولا کنوئیں کی چھور کی طرف روانہ ہوگا۔اسی اثنا پر کچھ لڑکیاں حویلی سے نکلی رنگ برنگے شلوار سوٹ میں خوش گپیوں میں مصروف آس پاس سے بیگانا کہ کوئی ان پہ نظر رکھے ہوئے ہے۔جب کنوئیں والی زمین پہ پہنچی تو ایک لڑکی اپنے پیچھے چلتے دو نو جوانوں کو دیکھا اور سب کو آگاہ کیا۔ایک لڑکی نے دونوں بازوں کو اوپر کیے اور کمر پہ دونوں ہاتھ رکھ کے بولی۔

کون وے توسی پینڈ دے تے نہیں لگدے ورنہ اس طرف آنے کی جرت نہ کرتے ابھی اور اسی وقت بھاگ جاؤ ورنہ ہمارے ویر جی کو پتہ چل گیا نہ تو تم لوگوں کا نقشہ ہی بدل دے گے۔ابراہیم نے گھور کے پانچوں لڑکیوں کو دیکھا تو اسے کوئی بھی اتنی خوبصورت نہ لگی جتنی تعریف بابا جان نے کی تھی اور بد

مزہ سا ہوگیا۔تیمور نے آگے بڑھ کے ان سے کہا۔

کیا طوپ چیز ہے تمہارے ویر جی ہم بھی کسی سے کم نہیں ہے بُلا لے جس کسی کو بھی بُلانا ہے۔دیکھنا سب ہمارے آگے پیچھے گھومے گے شرط لگا کے کہہ سکتا ہو۔اب کے ایک اور لڑکی نے بھی حصہ لیا اور بولی۔

زیادہ تیس مار خان نہ سمجھو اپنے آپکو ابھی کے ابھی چلتے بنوں ورنہ تم اس دنیا سے گئے سمجھو۔۔اتنے میں اِن کے پیچھے ایک جیپ آکر روکی جس میں ایک اترنے والے با رعب آدمی سفید کلف لگے سوٹ اور پشاوری چپل ماتھے پہ تیوریاں لئے ان کے پاس آیا۔اور لڑکیوں کے تو طوطے اُڑ گئے۔

کیا ہو رہا ہے سب؟

سب سے پہلے بولنے والی لڑکی نے تھوک نگلا اور بولی۔

ویر جی ہم نہیں جانتے یہ ہی پیچھا کررہے تھے ہمارا۔ہم نے تو زمینوں پہ آنے سے روکا پر یہ کالے سوٹ والا ہے نہ اس نے کہا بلاؤ اپنے ویر کو دیکھ لے گے اب آپ بتاؤ ان کو ہم تو چلتے ہیں۔

کوئی کہیں نہیں جائے گا۔جیپ میں بیٹھو اور حویلی پہنچو میں ان لڑکوں کو دیکھتا ہوں۔تیمور نے ابراہیم کی طرف دیکھا جو کہ جیپ میں بیٹھے وجود پہ نظرے جمائے ہوئے تھا۔منہ تو چُھپا رکھا تھا پر بڑی بڑی کانچ سی آنکھیں جو سیدھا دل میں اُتر رہی تھی۔ابراہیم کو لگا ہو نا ہو یہ وہی حسینہ ہے پر پوچھے کس سے۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شکر کے نکلی مونچھیں لگا رکھی تھیں۔کل کو کسی نے پہچان لیا تو مشکل تو نہ ہوتی۔پر وہ اسکا دل چاہا کہ وہ کاجل سے بھری آنکھوں والی لڑکی کے پاس جائے اور اس کے رُخ سے نقاب ہٹا دے اور بتائے اس سے ملنے کے لئے کیسے وہ یہاں تک آیا ہے پر اب رہ رہ کے اپنے ہی پلان پہ غصہ آرہا تھا۔ سیدھے سے ملنے کی بجائے بچکانہ حرکت کر بیٹھا۔تیمور نے زور سے ابراہیم کا کندھا ہلایا اور کہا۔

بتاؤ ان کو ہم کون ہے۔۔پر ابرہیم کسی کی آنکھوں میں ہی غرق ہوا تھا اُسے کیا ہوش اور بولا۔

میں۔۔میں تو صرف ایک لڑکی کو دیکھنے آیا تھا پر لگتا ہے واپس نہیں جا پاؤں گا۔تیمور کا تو رنگ ہی اُڑ گیا۔

کیا بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو اپنا تعارف کرواؤ میرے بھائی۔۔اور ابراہیم بولا کچھ۔

اب تو لگتا ہے انہی کی تعریف کرنی ہے عمر بھر۔اتنا ہی کہنا تھا کہ چوہدری اکبر ملک کا پارا آسمان کو چھو گیا۔جو انجان گاؤں والوں کو اپنے مطلق بتانے کا موقع دے رہا تھا۔اور زور سے ایک مکا ابراہیم کے منہ پر جڑ دیا اس آفت کی تاب نہ لاتے ہوئے زمین پر جا گرا۔پھر بھی کوئی اثر نہ ہوا۔تیمور کی تو جان پہ بن آئی دوسری جیب سے کچھ اور آدمی بھی اُتر آئے اور اپنے مالک کی پیروی

کرنے لگے اور دونوں کو مار مار کے منہ ہی سُجھا دیا۔تیمور کو خبر ہوتی ایسا کچھ ہونے والا ہے وہ کبھی ابراہیم کا ساتھ نہ دیتا۔ابراہیم نے صرف اتنا بتایا تھا کہ چوہدری رحمان ملک کی بیٹی سے شادی کرنی ہے۔کیوں؟کب؟کیسے؟جیسے سوال پہ بس اتنا کہا تھا مل کے بتاؤں گا۔اور اپنی دورگت بنتے تیمور کو مظلوم آدمی کی طرح معافی مانگنا پڑی جس کی بہن کو چھیڑنے کی سزا مل رہی تھی اِن کو۔اکبر ملک دھاڑے۔

آگے سے اس گاؤں کے آس پاس بھی نظر آئے تو آج تو معاف کیا پر اگلی دفعہ اس دنیا سے بنا معافی سے جاؤ گے۔اور جیپ میں بیٹھ کے حویلی روانہ ہوگئے۔ابراہیم اور تیمور اپنے زخم سہلا کے اُٹھ کھڑے ہوئے۔تیمور غُصے سے ابراہیم کو کوس رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آگے سے مجھ سے کسی اچھائی کی امید مت رکھنا۔تف ہے تیری زندگی پہ جو ایک بچاؤ کا لفظ تیرے منہ سے نکلا ہو حالت بگاڑ کر رکھ دی ہے سالے نے۔ ابراہیم مسکراتے ہوئے بولا۔

چُن کے لفظ استعمال کیا ہے سالا ہی تو ہے وہ میرا۔تیمور منہ بگاڑتے ہوئے بولا۔

تف ہے تیری زندگی پہ۔۔۔۔

چوہدری مہتاب ملک اپنی تعلیم کے لئے شہر لاہور کی پنجاب یونیورسٹی میں تھا۔ پڑھائی مکمل ہونے پہ اپنے گاؤں میں مختلف اور آسان طریقوں سے کاشت کاری سیکھانے کا خواہشمند تھا۔آج ڈگری لے کے گاؤں روانہ ہونے ہی والا تھا۔جب مہتاب کے بیسٹ فرینڈ شازیب باجوا نے درخواست کی وہ بھی گاؤں دیکھنے کا خوائشمند ہے۔یہ نہیں تھا کے امتیاز ملک ان پانچ سالوں میں کبھی نہ کہا ہو کے گاؤں دیکھاتا ہوں جناب کا موڈ ہی کبھی نہ بنا تھا۔

آج کیسے موڈ بن گیا تمہارا گاؤں جانے کا۔۔؟مہتاب نے سرسری ہی پوچھا۔

کیوں میں گاؤں نہیں جاسکتا ماں جی سے وعدہ کیا تھا کے اس دفعہ لازمی تمہارے ساتھ آؤں گا سو سوچا تیری بھی یہ کچ کچ ختم ہو گاؤں چلنے کی۔ مہتاب نے پیکنگ کرتے ہوئے ایک تکیہ اُٹھا کے شازیب کو مارا۔

بک مت اپنا کوئی مطلب ہوگا ورنہ تیرا موڈ بنتا ہے۔

کیا کرے بہت خودپسند قسم کے انسان واقع ہوئے ہے جب دل مانتا ہے تو اس دل کے پیچھے پیچھے ہو لیتے ہے۔تمہاری پیکنگ ہوگئی ہو تو میری بھی کردینا ورنہ تیرا وہ خادم ہے اُسے کہہ دینا یار بہت کام کا بندہ ہے۔

وہ خادم اماں نے میرے لئے گاؤں سے بجھوا رکھا ہے نہ کہ تمہارے لئے۔۔

یار ہی یاروں کے کام آتے ہے۔۔

تم تو میرے کبھی کام نہ آئے۔۔مہتاب نے آنکھیں بڑی کر کے شازیب کو گھورا۔

ابھی بول کیا کام ہے نہ کروں تو کہنا جلدی جلدی۔۔شازیب عورتوں کی طرح کمر پہ ہاتھ رکھ کے کھڑا ہو گیا۔مہتاب مسکراتے ہوئے بولا۔جا یار اپنی پیکنگ کر ٹرین کا ٹائم ہونے والا ہے۔

ہیں۔۔۔ہم ٹرین سے جائیں گے؟؟؟

ہاں تو اور کیا۔۔

لیکن کیوں حویلی سے کوئی لینے نہیں آئے گا۔۔؟

یار میں نے منع کیا تھا کہ کسی کو مت لینے بھیجیں میں خود آجاؤں گا۔ماں جی تو مان نہیں رہی تھی پر پھر بھی میں کچھ سامان اور گاڑی کو گاؤں کی طرف روانہ کر دیا اور خود ٹرین کی ٹکٹ کٹوالی۔تجھے ٹرین میں جانا ہے تو چل۔شازیب تنگ تھا امتیاز کے عجیب عجیب سے اڈوینچرز سے۔

چلو یہ بھی کر لیتے ہیں تیری دوستی میں۔میں نے کبھی ٹرین کا سفر نہیں کیا پر تیرے لیئے یہ بھی منظور۔اور دانت نکالنے لگا۔۔

مہتاب اسکے اسطرح دانت نکالنے پہ سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔کیا ؟

کچھ نہیں یار میں تو گاؤں کی الھڑ مٹیاروں کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ماں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی نے کہا تھا جب بھی گاؤں آئے تو یہی تمہارے لئے لڑکی دیکھوں گی۔

مہتاب کا زور دار مکا شازیب کو پڑا۔

اس لیے جارہا ہے تو اور میں بھی کہوں سالوں بعد کیسے دل کر گیا تمہارا۔۔

شازیب اپنی بازوں سہلاتے ہوئے بولا۔

ہاتھ ہے کے پتھر جان ہی نکال دیتا ہے۔مہتاب ہنسنے لگ گیا۔

تیرے ساتھ اور بھی بُرا کرنا چاہیئے۔میرے گاؤں کی لڑکیوں پر کوئی میلی آنکھ مت رکھنا بہت خطرناک طریقے سے پیش آسکتا ہوں۔۔مہتاب نے انگلی اُٹھا کے دھمکایا۔

ہاں ہاں دیکھا ہے تم کو ساری یونیوسٹی لائف تیرے ساتھ برباد کردی آج تک نہ خُود کسی لڑکی کو آنکھ اُٹھا کے دیکھا اور نہ مجھے دیکھنے دیا۔کبھی کبھی تو لگتا میرے ماں باپ وہ نہیں جو گھر پہ ہے بلکہ تو ہے ہر کام میں روک ٹوک ہوہہہ۔۔۔۔

حد ہے۔۔۔تیرا ہی بھلا ہے اس میں اپنے لیے بہتر عورت چاہتے ہو تو خود بہترین بن کے دیکھاؤ۔

چلو جلدی تیار ہوجاؤ اسٹیشن بھی پہنچنا ہے۔دونوں نے کندھے پہ ڈالنے والے بیگ تیار کیے اور اسٹیشن کو روانہ ہوئے۔اسٹیشن گہما گہمی اپنے عروج پہ تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب سے پہلے شازیب کے لئے ٹکٹ خریدا اور ٹرین کا پلیٹ فارم نمبر ڈھونڈا اور ٹرین چلنے تک دونوں سٹیشن پر گھومتے رہے۔ٹرین نے اپنا مخصوص ہارن بجا کے باور کروایا کے وہ روانگی کے لئے تیار ہے۔تو دونوں ٹرین کے لئے لپکے سیٹ تک نہ ملی جلتی ٹرین کے سفر کا جو مزہ دروازے میں کھڑے ہو کے ملتا ہے وہ سیٹوں میں کہاں۔مختلف سٹیشنز کے پکوڑے،سواریوں کا رش،عورتوں کا سیٹ کے لئے جھگڑنا وقت کب پر لگا کے گزرا دونوں کو پتہ ہی نہ چلا اور اپنی منزل پہ پہنچنے پہ ادراک ہوا کے وہ گاؤں پہنچ گئے ہیں۔کیونکہ آدھے سے زیادہ گاؤں والے لینے سٹیشن پر آئے تھے۔پھولوں کے ہار پہنائے گئے ڈھول تاشے اور پھولوں کی بوچھاڑ سے استقبال ہوا اور جیپ میں بیٹھ کے سب گاؤں کے لئے روانہ ہوئے۔شازیب کے لئے یہ الگ ہی دنیا معلوم ہوئی۔اس نے کبھی ایسا جوش اور ولولہ نہیں دیکھا تھا۔جو ان سب میں بھرا ہوا تھا۔

بی بی صاحب چھوٹے چوہدری آگئے نے جی ساتھ میں ایک نوجوان بھی ہے۔۔ ماشااللہ بہت سونے لگ دے پئے نے جی۔مہتاب اور شازیب دونوں حویلی میں سب سے ملتے ملاتے چوہدرائن کے پاس پہنچے تو ماں صدقے واری جا رہی تھی۔

دو سال تک شکل نہ دیکھانے کی قسم کھائی رکھی تھی۔باپ کے بعد ذارہ رحم نہ آیا اپنی ماں پہ کیسے اکیلے سب دیکھ رہی ہوگی اور اپنے آپ کو دیکھ کتنا کمزور ہو گیا ہے۔نہ شفی کو لانے بھیجا بہت خودمختار ہوگیا ہے۔مہتاب ماں کے گلے لگا

اُن کے شکوے سن رہا تھا۔جو کہ بجا تھے پر کیا کرتا۔باپ سے وعدہ لیا تھا کہ اپنے گاؤں کی بھلائی کی خاطر اپنی تعلیم مکمل کرۓ گا۔لوگوں کی مدد کے لیے نئے طریقوں سے آشنا کرواۓ گا۔جدید دود کے ساتھ چلنے کے لیے سیکھنا اور علم حا صل کرنا سب سے پہلا عمل ہے سو وہ ہی کیا۔گاؤں آنا جانا رہتا تو کبھی بھی پڑھائی میں دل نہ لگا پاتا۔

ماں جی آپ صحیح کہہ رہی ہیں اسکے کان کھینچنے والے ہوئے ہیں۔یہ تو مجھے کبھی نہ لاتا وہ تو میں اسکی منتیں کرکے آیا ہو کہ مجھے ماں جی سے ملنا ہے۔مجھے بھی ساتھ لے کے جاؤ۔شازیب نے دونوں جذباتی ہوتے ماں بیٹے کو دیکھا تو اپنی راگ آلپنے لگ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جھوٹ ہے ماں جی سراسر جھوٹ بول رہا ہے۔یہ یہاں صرف اپنے رشتے دیکھنے آیا ہے۔اور کوئی بات نہیں ہے۔

بک مت مہتاب میں ایسا ہرگز نہیں ہو ماں جی۔دونوں کی نوک جوک سے لطف اندوز ہوتی شانی رسوئی کے دروازے کے پاس کھڑی سب دیکھ رہی تھی۔

کتنا پیار ہے نہ دونوں میں اماں۔۔ اور چوہدائن بھی آج کتنے پیار سے بول رہی ہیں۔ورنہ تھانیدارنی بنی رہتی ہے۔رشیدا نے اپنی بیٹی کی چلتی زبان کے آگے ماتھا پیٹ لیا۔پر اس کو عقل نہ آئی۔کوئی سن لیتا تو۔۔

شانی تو گھر جا میں حویلی کے کام نبٹا کے آتی ہو۔شانی اپنی ایڑیوں پہ گھوم کی

رشیدہ کے آگے ہاتھ لہرا کے بولی۔

بالکل نہیں میں آپکو سارے کام کیسے کرنے دوں۔پہلے ہی طبعیت صحیح نہیں ہے اور آج ویسے بھی اتنا زیادہ کام ہے۔ابھی گاؤں والوں کی روٹی کا انتظام دیکھنا ہے پھر جاؤں گی بے فکر ہو کر۔

تو تے بے فکر ہوجائے گی پر چوہدرائن نے مجھے فکر میں ڈال دینا ہے۔بہتر ہے تو گھر جا۔۔

ᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥ

مہتاب اور شازیب دعوت سے فارغ ہوکے باغ کی طرف چل دئے اور باتوں باتوں میں انکی نظر اماں رشیدہ پہ پڑی۔مہتاب نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔

خُدایا۔۔میں تو اماں رشیدہ سے ملا ہی نہیں۔شازیب نے اپنی آبروئے اچکا کے پوچھا۔

اب یہ کون ہیں۔۔؟ مہتاب شازیب کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا۔اماں رشیدہ کے پاس پہنچا اور سلام کرتے سر جُھکا کے اماں سے پیار لیا تو شازیب نے بھی پیروی کی اماں رشیدہ نے دونوں کو باری باری پیار دیا۔

کیسی ہیں اماں۔۔۔آپ تو نظر ہی نہیں آئی۔

اللہ کا شُکر باؤ پُتر اللہ جُگ جُگ جوانیاں مارے۔میں کہاں ہونا آج کام زیادہ تھا

اس لیے موقع ہی نہیں ملا سکا۔۔

اور آپ مجھ سے ملا بنا ہی جا رہی تھی۔۔مہتاب نے شکوا کیا۔

نہ باؤ صاحب میری مجال ایسی۔۔

ارے اماں میں مزاق میں کہہ رہا تھا۔آپ گھر جا رہی ہیں کیا؟آئیں میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں۔اماں رشیدہ نہ نہ کرتی رہ گئی پر مہتاب نے ایک نہ سُنی اُن کی۔جب گھر کا دروزہ کھلا اچانک سے جس شخصیت پر مہتاب کی نظر پڑی ایک دم سے اُس کا رنگ ہی اُڑ گیا۔ہوبہو وہی شکل ویسی ہی آنکھیں پر یہاں اس جگہ کیسے اور اچانک سے پُوچھا۔

اماں یہ کون ہے۔۔اماں ایک دم سے گھبرا گئیں۔ہڑبڑاہٹ میں بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔

یہ۔۔۔یہ میری بیٹی ہے شانی۔۔باؤ جی۔۔مہتاب نے آج سے پہلے رشیدہ اماں کی بیٹی کا سُن تو رکھا تھا پر دیکھا کبھی نہیں تھا۔یہ پہلا اتفاق تھا اور اس کا چہرہ کسی کی یاد دلا گیا کچھ یادیں آنکھوں کے سامنے رِیل کی طرح گزری اور بہت کچھ یاد کرواں گئ آنکھوں کے کنارے چپکے سے صاف کیے اور دوبارہ گاڑی کی طرف ہو اور چابی شازیب کو تھما کے خود شازیب کی بگھل والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

شازیب اسکی حالت دیکھتے ہوئے پوچھے بنا نہ رہ سکا جو آتے ہوئے اتنے خوشگور

انداز میں تھا۔اچانک سے اتنا سنجیدہ کیسے۔

کیا ہوا ہے تم کو اس طرح منہ کیوں اُتر گیا ہے۔اماں کی بیٹی سے کوئی ناراضی ہے کیا پر وہ اتنی خوبصورت ہے ایک دفعہ دیکھنے سے انسان سب بھول جاتا ہے۔مہتاب نے گھور کے شازیب کو دیکھا۔

گاڑی چالا بک بک مت کر۔۔۔رات بھی ساری اسی میں گزری کے پُوچھے ماں جی سے کہ نہیں پھر سوچتے ہوئے آنکھ کب لگی پتہ ہی نہ لگا۔۔

مہتاب نے جب سے رشیدہ اماں کے گھر اُس لڑکی کو دیکھا وہ اُن سے اسکا نام پوچھنا چاہتا تھا۔آیا یہ واقع وہ ہی ہے جو وہ سوچ رہا تھا یا اس کا وہم ہے۔ شازیب کو بھی اس نے بتایا تو اس کا کہنا تھا۔

میں نے سن رکھا ہے دنیا میں ایک ہی شکل کے سات لوگ ہوتے ہیں۔۔پر ایک ہی گاؤں میں ایک ہی شکل کے دو لوگ کیسے ہو سکتے ہیں۔یہی سوچ سوچ کے بُرا حال ہورہا تھا کے کسی کو شک بھی نہ ہو اور اسکا کام بھی بن جائے۔مہتاب نے رشیدہ اماں کے گھر کی راہ لی اور انکے گھر پر پہنچ کے دستک دی تو دروازہ کھولنے والی شخصیت وہی تھی۔اور آنکھیں اُسی کے چہرے کا طواف کرنے لگیں۔شانی نے گھبرا کے دروازہ بند کردیا۔مہتاب کو شک سا لگا۔ دروازہ کیوں بند کیا۔۔؟

وہ اماں گھر پر نہیں ہیں مجھے لگا وہ ہونگی اسی لیے بنا پوچھے کھول لیا۔۔

اچھا اندر تو آنے دو میں اماں کا انتظار کرلوں گا۔

معاف کیجیے گا پر اماں نے کسی بھی غیر مرد کو گھر میں آنے سے منع کیا ہے۔ انکی غیر موجودگی میں تو میں ایسا کبھی نہیں کروں گی جو کہنا ہے ایسے ہی بول لے۔۔شانی اپنی رفتار میں پھر سے بولتی چلی گئی۔مہتاب نے اپنے سر پر چپت لگا کے مسکرایا۔

اچھا تو لگتا ہے جیسے آپ مجھے پہچانی نہیں ہیں جو ایسا کہہ رہی ہیں۔۔؟

میں آپکو اچھے سے پہچان گئی ہوں۔آپ حویلی سے آئے ہیں اور چوہدرائن کے بیٹے ہیں۔۔ جو کل شہر سے آئیں ہے اور رات کو اماں کو گھر چھوڑنے بھی آئے تھے میں سب جانتی ہوں۔شانی نے میں سب جانتی ایسے کہا جیسے اپنی ہوشیاری منوا رہی ہو کہ مجھے سب پتہ ہے۔مہتاب کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔

واہ۔۔آپ تو کافی عقلمند ہے۔ایم امپریس۔۔پوچھ سکتا ہو اماں کہاں گئی ہے؟ شانی اپنے لئے عقلمند کا لفظ سن کے بے حد خوش ہوئی اور جلدی سے بتانے لگی۔

اماں میرے کالج کا یونیفام لینے گئی ہیں۔آج میرا داخلہ ہوا ہے کالج میں اُسی کی وجہ سے بازار گئی ہیں۔میں نے تو کہا تھا کے میں بھی ساتھ چلوں گی۔پر کہتی

ہیں تم ہر دکان کے آگے کھڑے ہو کے کہنا مجھے یہ بھی چاہیے اور یہ بھی کیونکہ ایسا سب کچھ عاشی کے پاس بھی ہے اب بھلا میں اتنی بیوقوف ہوں کیا عاشی کے پاس جو کچھ ہے ویسا تو میں پہلے ہی خرید چکی ہوں پھر سے کیوں خریدوں گی۔شانی اپنی جوں میں شروع ہو چکی تھی۔یہ سوچ بنا کے وہ کس سے ہم کلام ہے۔مہتاب کا دل کیا قہقہہ لگا کے ہنسے پر وہ اسکو بیوقوف نہیں کہنا چاہتا تھا۔کچھ دیر پہلے اُسے عقلمند کہہ چُکا تھا۔جو کے اپنی سادگی میں طنز کو بھی نہیں سمجھ سکی تھی۔اور اپنی ہنسی کنڑول کرتے ہوئے حویلی کی راہ لی۔

اگلے چار دن ابراہیم اور تیمور نے اپنے منہ کے زاویوں کو صحیح کرنے میں لگا دیئے۔رفیق بیگ کا ہر دفعہ سامنا ہونے پہ اِنکو یہی کہنا تھا پٹ کے آئے ہو پر شرمندگی سے بچنے کے لئے سارا الزام موٹر گاڑی پر ڈال رہے ہو۔اِسلیے دونوں نے کمرے میں منہ چُھپا کے چار دن کیسے گزارے وہی جانتے تھے۔تیمور کو بس ان لڑکیاں سے بدلہ لینا تھا۔جنہوں نے فضول میں مار پڑوا دی بھلا ہم نے کون سا چھیڑا تھا جو ایسا کیا۔۔

اور ابراہیم کو اس نقاب آنکھوں والی سے سچا عشق ہو چُکا تھا۔اسے یہی تھا ہو نہ ہو وہی رحمان انکل کی بیٹی ہے۔پر تصدیق کیسے کرے اس بات کی اور پھر سے تیمور کے پاس پہنچ گیا۔

تیمور یار تم سے ایک کام تھا۔۔

ایک لفظ نہیں سُننا مجھے تمہارا۔تیمور نے اسکے پھر سے پڑنے والے کام کو اچھے سے جانتا تھا کہ کیا ہو سکتا ہے۔

دیکھوں یار میں یہاں جس کام سے آیا تھا۔وہ تو کرنا ہی ہوگا نہ اب اسکے لیے جان جاتی ہے تو جائے میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔

اور کہاں لکھا ہے کہ تمہارے اس میشن میں میرا قربان ہونا ضروری ہے۔تیمور نے چبا چبا کے کہا۔

لو بھلا بھائی،بھائی کے کام نہیں آئے گا تو کیا دشمن کام آئیں گے کیا؟ابراہیم نے معصوم سی صورت بنا کے کہا۔تیمور نے منہ دوسری کر لیا۔

مجھے اپنا دشمن ہی سمجھو۔مجھے پہلے ہی ان لڑکیوں پر غصہ ہے اور تم تو بات ہی نہ کرو۔

اچھا یار ہاتھ جوڑ کے معافی مانگتا ہوں۔اب ایسا کچھ نہیں ہوگا اور اب کی دفعہ سب پلان کر کے کریں گے۔تم نے ان لڑکیوں سے بدلہ بھی تو لینا ہے۔۔
ابراہیم نے اپنا پینترا بدل کر تیمور کو منانے کی ہر ممکن کوشش کی۔تیمور کچھ سوچتے ہوئے گردن ہلا رہا تھا۔

لڑکیاں نہیں صرف ایک لڑکی جس نے اپنے مسٹنڈے بھائیوں سے ہماری خاطر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تواززوں کا سامان بنوایا تھا۔

ابراہیم اور تیمور نے حویلی کے ایک ملازم کو کچھ پیسے دیئے اور اپنی طرف کیا اور لڑکیوں کی ساری انفارمیشن حاصل کی۔جمعہ کے دن وہ سب لڑکیاں لازمی کنویں والی زمیں پہ آتی تھیں۔یہی صحیح موقعہ تھا ضویا کو دیکھنے کا اور وہ خود ایک دن پہلے جا کے آس پاس کی جگہ دیکھ آئے تھے۔پہلے جیسی کوئی بیوقوفی افورڈ نہیں کر سکتے تھے۔کیونکہ ابراہیم کے بابا نے ایک ہفتے میں شادی کی تاریخ مقرر کردی تھی۔دونوں نے خود کو محفوظ جگہ چُھپا لیا جہاں سے وہ سب پر نظر رکھ سکتے تھے۔یعنی درخت کے اوپر یہ آئیڈیا تیمور کا تھا۔

درخت پر کسی کی نظر نہیں جائے گی اور ہم سب پہ نظر بھی جما لے گے۔

تمہیں یقین ہے نہ ہم کچھ غلط نہیں کررہے۔ابراہیم نے درخت پر چڑھتے ہوئے پوچھا۔

نہیں یار یقین رکھو مجھ پر اور بسم اللہ کرو۔۔آج بھابھی کا دیدار ہو ہی جائے گا انشااللہ۔۔

برگد کے پیڑ پر دونوں چُھپ کے تو بیٹھ گئے پر جس جگہ تیمور بیٹھا تھا۔وہی پینگ کے لئے رسی بندی تھی جس پر تیمور کی نظر نہ گئی۔

سب لڑکیاں ٹولیوں کی شکل میں کنوے کی زمین کی طرف آنے لگ گئی تھی۔ کنوے کی زمین خاص گاؤں کی عورتوں اور لڑکیوں کے لیے گوسپ پوائنٹ اور

ملنے ملانے کی جگہ تھی۔جہاں شام مغرب سے پہلے تک آنا جانا لگا ہی رہتا تھا۔ دونوں آنے والی سب لڑکیوں کو دیکھ رہے تھے۔کہی تو اُس دن والی لڑکیاں نظر آجائے۔حویلی کے ملازم نے بھی آج کے دن کا کہا تھا کے وہ سب ضرور آئیں گی۔ایک دم سے تیمور نے دور سے آتی چھ لڑکیوں کو دیکھا جو حویلی والی لڑکیاں ہی تھی دونوں کی خوشی کا ٹھکانا نہ رہا۔ابراہیم کی نظر بڑی سی چادی میں لپٹی نقاب والی کی طرف ہی ٹھہر گئی۔وہ وہی ہے۔ابراہیم نے ا اکسائٹمنٹ میں بول گیا۔جس پر تیمور نے گھور کر خاموش رہنے کی تنبیہ کیا۔

جب سب کنوئیں کے پاس پہنچی تو پہلی دفعہ اس لڑکی نے اپنا نقاب ہٹایا ابراہیم دیکھتا ہی راہ گیا آنکھیں تو خوبصورت تھی جس پہ کھڑی ناک اور پھولوں کی طرح لال ہونٹ کوئی گلاب سے دھکتے گال حور معلوم ہوتی تھی۔

کہتے ہیں جنت میں حوریں ملیں گی مجھے تو لگتا اللہ نے زمین پر ہی حور سے نواز دیا ہے۔

ابراہیم نے بڑی بڑی آنکھوں والی لڑکی کو دیکھ کے کہا۔جس پر تیمور نے بھی ہاں میں سر ہلایا۔اتنے میں پینگ پر کوئی موٹی سی لڑکی آکر بیٹھی اور اور درخت کی پگڈنڈی ٹوٹ گئی۔

ہائے میں مر گئی سب۔۔۔

ہائے میں مر گیا۔۔

لڑکی گری سو گری لڑکا کہاں سے آیا سب ہجوم کی طرح تیمور کے ارد گرد جمع ہو گئی۔اُسی دن والی لڑکی نے آگے آکے کمر پہ دونوں ہاتھ رکھ کے گھور کے دیکھا۔

تم وہی ہو نہ جس کی ویر جی نے خوب پٹائی کی تھی۔مطلب چین نہیں آیا تھا کیا جو پھر سے آگئے ہو۔

بانو کون ہے یہ تم جانتی ہو۔کسی لڑکی نے پوچھا۔

لفنگے ہیں لڑکیوں کو تاڑتے ہیں۔کہا ہے تمہارا جوڑی دار آج تو خیر نہیں اُس دن تو بچ گئے تھے آج نہیں۔اتنے میں ابراہیم بڑے آرام سے درخت سے نیچے اُتر آیا۔اور ان سے اپنے آنے کی اصل وجہ بتانے لگا۔کہ اب کی دفعہ مار نہیں کھانی کیونکہ شادی کا دن نزدیک ہی تھا۔وہ اپنے چہرے کا حلیہ نہیں بگاڑنا چاہتا تھا۔

بہنوں سُنیں ہم کوئی لوفر بدمعاش نہیں ہیں۔بس رحمان چوہدری کی بیٹی کو دیکھنے آئیں ہیں۔آج انکو دیکھ لیا بس اب ہم چلتے ہیں کیونکہ اگلے ہفتے ہماری شادی ہے۔چادر والی لڑکی طرف اشارہ کرکے کہا۔بانو اپنی ایڑیوں پر گھوم کر ابراہیم کی طرف موڑی اور کھا جانے والی نظروں سے ابراہیم کو دیکھا۔

کون رحمان چوہدری کی بیٹی ہے یہاں۔۔؟ابراہیم نے پھر اُسی کی طرف اشارہ کیا۔۔

وہ راشی ہے۔ضویا نہیں۔۔ اسکا تو گھر سے نکلنا منع ہوگیا ہے شادی جو سر پر ہے۔بانو کے یہ الفاظ ابراہیم کے سر پر کوڑوں کی طرح لگے۔۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟

شازیب نے مہتاب کے ساتھ مل کر اسے سارے گاؤں کی سیر کروائی۔گاؤں میں میلہ لگا ہوا تھا سب اُسی طرف جا رہے تھے۔

آؤں تم کو گاؤں کی شان دیکھاتے ہے۔مہتاب نے شازیب کو میلے کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔جہاں آسمانی جھولے،کشتی جھولے کے علاوہ بہت سی اکٹویٹز ہو رہی تھیں۔کہی کمہار مٹی کے برتن بنا بنا کے دیکھا رہے تھے۔کہی ناموو نمائش کا سامان لگا تھا۔گاؤں کی عورتوں کے ہاتھ سے بنے ملبوسات اور کہیں بچوں کے کھلونے تھے ہر چیز ایک سے بڑھ کر ایک تھی۔دونوں نے موت کا کنواں ہاتھی، شیر کا تماشا اور جوکروں کے کرتب دیکھ کر خوب لطف اندوز ہوئے ساتھ ساتھ بہت ساری ہاتھوں سے بنی چیزیں خریدی۔جو یہاں تو سستے داموں ملتی ہے پر شہروں میں یہی چیزے برینڈڈ ٹیگ لگا کے ہزاروں لاکھوں میں بیچی جاتی تھی۔

آسیہ میں کسی نہ محرم کے ہاتھ اپنا ہاتھ نہیں دینا۔۔چاہے کچھ بھی ہو اللہ معاف کرے مجھے۔اچانک سے مہتاب کو جانی پہچانی آواز سُنائی دی۔ایک دم سے

نظرے گھوما کے ادھر اُدھر دیکھا۔تو چوڑیوں کے سٹال پر گھڑی شانی پر نظر ٹھہر گئی۔وہ کسی سہیلی کے ساتھ محو گفتگو اپنے درس کی دوکان کھول کے بیٹھی تھی۔

بھائی جی ایسا کرو اپنے اندازے سے اسکے ماپ کی چوڑیاں دے دو۔آسیہ نے حل نکالا۔

ہاں یہ ٹھیک بھائی جی آپ اندازے سے دے دو۔آپکو تو پتہ ہی ہوگا کسی کی کلائی کا کیا سائز ہے۔کافی عرصے سے یہ کام کررہے ہوگے۔کیا اس سے آپکے گھر خرچ چل جاتا ہے۔لوگ کتنی چوڑیاں خرید لیتے ہوگے۔یا کوئی اور کام بھی ساتھ میں کرتے ہو آپ۔۔۔؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوکاندار نے معصومیت سے جوب دیا۔

اس سوہنے اللہ کا شکر ہے باجی جی وہ بھوکا سونے نہیں دیتا کبھی کسی کو بھی۔

بے شک۔۔اُس ذات کی بات ہی نرالی ہے۔اماں کہتی ہے ہر حال میں شکریہ ادا کرتے رہنا چاہیے میں بھی ہر چیز پر الحمد اللہ کہتی رہتی ہوں۔

بس وہ نوازتا ہی بہت ہے شکر ادا کرنا تو بنتا ہے۔۔دونوں دوکاندار اور شانی ایسے باتے کرنے میں مگن تھے جیسے برسوں کی جان پہچان ہو۔پہلے تو مہتاب کو عجیب لگا پھر کل والی بات یاد آنے پر مسکرا دیا کہ وہ تو کسی سے بھی سالوں سال باتیں کرتی رہے پر پھر بھی اسکی باتیں نہ ختم ہوگی۔شازیب نے مہتاب کو

مسکراتے دیکھا تو پوچھا۔

کیا سوچ کے مسکرائے جا رہے ہو۔

سوچ نہیں رہا رشیدہ اماں کی بیٹی کی گفتگو پہ مسکرا رہا ہوں۔شازیب حیران ہوتے ہوئے۔

رشیدہ اماں کہاں آگئی یہاں۔ان کو تو میں ماں جی کے پاس دیکھا تھا۔

یار اماں نہیں ان کی بیٹی نالائق۔۔۔

اہ۔۔اچھا کہاں ہے انکی بیٹی اور اس دن دیکھ کے تو رنگ اُڑ گئے آج مسکراہٹ ہونٹوں سے جُدا نہیں ہو رہی ہے۔مہتاب نے آنکھوں کے اشارے سے سٹال کی طرف اشارہ کیا۔

ویسے ایک بات تو بتاؤں۔۔مہتاب ملک۔

ہاں پوچھو۔

یونیورسٹی میں کبھی آنکھ اُٹھا کے لڑکیوں کو نہیں دیکھا۔پر جب سے گاؤں میں قدم رکھا ہے۔لڑکی بھی مل گئی اور لڑکیوں کو دیکھ کے مسکرانا بھی آگیا ہے کیا خاص بات ہے اس میں۔۔اور تھوڑی شرم کرو وہ عمر میں تم سے کم ہی لگتی ہے۔۔مہتاب نے بیچ بازار میں قہقہہ لگایا کے آس پاس آتے جاتے لوگوں نے روک کر دیکھا بھی۔

لگتا ہے تو پاگل ہوگیا ہے۔۔شازیب کو اسکی حالت پہ ترس آیا۔

نہیں یار میں پاگل نہیں ہوا کیوں کے میں نے بھی کسی سے یہی کہا تھا وہ مجھ سے بہت چھوٹی ہے میں کیسے اس سے شادی کروں۔تو انہوں نے کہا تھا لڑکیاں شادی کے بعد برابر کی ہو جاتی ہیں تم فکر مت کرو۔

کس نے کہا تھا یہ تم سے۔۔۔؟

تھی میری زندگی کی حسین ترین شخصیت۔کبھی بتاؤں گا صحیح وقت آنے پر۔

ابراہیم نے تیمور کو سہارا دے کے گھر پہنچا اور تیمور کو صوفے پر بیٹھا رہا تھا۔ جب گھر میں انکی آنے کی خبر پر چچی نے آکے بتایا کے بھائی صاحب آج شام تک آرہے ہیں اور شادی یہی اسی گھر میں ہوگی۔ابراہیم کا دماغ پہلے ہی گھوما ہوا تھا شادی کی بات سن کے بنا کچھ کہے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

اس کو کیا ہوا ہے۔؟چچی نے حیرانی سے دیکھا۔

امی اس کو چھوڑئیں اپنے بیٹے کی خبر لیں بہت درد ہورہا ہے۔چچی کی حیرت کم نہ ہوئی تھی کہ۔۔۔

ایک دفع پھر سے چوٹ۔۔تم دونوں بچے تھوڑی ہو جب بھی باہر جاتے ہو چوٹ لگوا آتے ہو احتیاط سے نہیں ہوتا کوئی کام۔بتاؤ کہاں لگی اس دفعہ۔۔اور

تیمور کا منہ ادھر اُدھر کر کے دیکھا۔

امی ٹانگ پہ لگی ہے۔۔اس دفع منہ پہ نہیں آئی چوٹ۔۔پینٹ اونچی کر کے اپنے گھٹنے کا حال دیکھایا اور بُری طرح سے زخمی تھا۔

اللہ یہ کیسے لگوالی اندھے ہوگئے تھے۔جو کچھ نظر نہیں آیا۔۔اب سے تمہارے باپ سے کہتی ہو تمہاری یہ موٹر سائیکل ہی بند کردے ہفتے میں دو دفعہ زخمی ہو گئے ہو۔گھر میں اندر آتے احسان نے ٹوہکا دیا۔

امی یہ بائیک سے نہیں گرا کہیں اور سے ہی پٹ کی آیا ہے۔کیونکہ دو دفعہ بائیک سے حادثہ ہو تو بائیک پہ ایک ضرب تو آنی چاہیے تھی پر یہاں تو ہر بار بھائی پر ہی ضربیں پڑتی ہیں بائیک پر نہیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اللہ۔۔تیمور کیا یہ سچ کہہ رہا ہے ؟

امی آپ اسکی بات کا یقین کرتی ہیں۔۔ہر گھر میں آگ لگانے والے رشتے داروں کی طرح کا انسان ہیں۔۔احسان ہنستے ہوئے۔

جب کوئی بات خود سے نہیں بنی مجھے پہ الزام لگانے لگ گئے ہو بتا دو سچ ورنہ میں پتہ کروا سکتا ہو۔۔

جاؤ کرواؤ پتہ نہیں بتاتا۔۔۔

اچھا اچھا جھگڑا نہ کرنے لگ جانا تم اپنے امتحان کی تیاری کرو احسان اور

تمہارے لئے دوائی بھیجتی ہو لگا لینا۔اور چلی گئی۔احسان جاتے جاتے پھر سے موڑا۔

بھائی بتا رہے ہو کے خود یا پتہ لگواؤں؟

دفع ہو جاؤ کے امی کو آواز لگاؤں۔

جا رہا ہو۔۔جا رہا ہو پر یاد رکھنا۔۔۔

ہاں ہاں بہت دیکھے تم جیسے۔۔

بابا جان مجھے یہ شادی نہیں کرنی ہیں۔

امتیاز بیگ نے غصے سے لال ہوتی آنکھوں سے اپنے اکلوتے بیٹے کو دیکھا۔

کیا بک رہے ہو پتہ بھی ہے کہ ایک ہفتے میں شادی ہے اور تم انکار کر رہے ہو۔۔کان کھول کے سن لو میں بالکل بھی تمہاری کوئی بات نہیں ماننے والا بچپنا ہی ختم نہیں ہوتا تمہارا۔۔میں زبان دے چُکا ہو اب وہی ہوگا جو فیصلہ ہو چُکا ہے اس کے آگے ایک لفظ نہیں سُننا چاہتا۔۔

پر بابا جان میری بات تو سُن لے۔۔

اچھا سُناؤ کون ہیں وہ لڑکی کیا نام ہے کہاں رہتی ہے بتاؤ ابھی میں بھی دیکھوں تمہاری پسند جس کی وجہ سے انکار کر رہے ہو۔۔

بابا جان میں کسی کی وجہ سے انکار نہیں کر رہا۔۔

باپ ہوں تمہارا کیا سمجھتے ہو مجھے پتہ نہیں چلے گا۔۔

اور یہاں آکے ابراہیم کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔۔صراب ہی صراب تو تھا نہ وہ جانتا تھا کون ہے کہاں سے ہے نام بھی صحیح نہیں پتہ تھا۔۔اتنا پتہ تھا اسکی سہلیاں راشی کہتی ہے اور یہ نام بتائے کیا۔۔کبھی نہیں۔۔۔اور سر جُھکا گیا۔۔

بولو ابراہیم کون ہے وہ؟

کچھ نہیں بابا جان آپ جو میرے حق میں فیصلہ کر چُکے ہیں وہی بہتر ہو گا۔۔

بہت دیر کے بعد لمبا سانس خارج کرنے پر اتنا ہی کہہ سکا۔۔اور اپنے کمرے کی طرف جانے کو اُٹھا تو امتیاز بیگ نے روکا اور گلے سے لگا لیا۔۔مجھے پتہ تھا میرا بیٹا میری بات کبھی نہیں ٹال سکتا مجھے فخر ہے تم پر جو بنا دیکھے میری پسند کو اپنی پسند بنا لیا اور یقین کرو میں کبھی بھی تمہارے لیے بُرا فیصلہ نہیں کروں گا۔۔اور ہاں کل ہم بابا بلے شاہ کے مزار پر جا رہے ہیں وہ رحمان کی والدہ نے منت مانگی تھی۔۔وہاں دیکھ بھی لینا ضویا کو اور بتانا کیسی لگی میری پسند۔۔

ابراہیم سر جُھکائے بہت ہی ضبط سے صرف سر ہلا سکا اور کمر سے نکل گیا۔۔

شازیب کو شہر کی طرف روانہ کرنے کے بعد مہتاب واپس آرہا تھا کہ ایک طرف بہت سے لوگوں کا ہجوم دیکھا اور تجسس کے ہاتھوں وہاں رُوکا۔

کیا ہوا ہے یہاں۔۔؟

چھوٹے چوہدری جی۔۔آئے نے۔۔

کافی لوگوں کی آواز میں جب مہتاب نے آگے کا منظر دیکھا۔تو دل دہلا دینے والا تھا ایک کسان اسکی دو بیٹیاں اور اور بیوی نے کنویں میں چھلانگ لگا کے خودکشی کر لی تھی۔

لوگوں کا کہنا تھا شوگر میل کا ورکر تھا اور یہ سب تو برسوں سے ہوتا آرہا تھا کوئی آواز نہیں اُٹھاتا ان کے خلاف۔سب پردہ ڈال دیتے ہیں۔ایک دم سے مہتاب کا دماغ گھوم سا گیا۔۔۔اسکے گاؤں میں یہ سب ہو رہا ہے اور اسکو کانوں کان خبر نہیں ماں تک نے نہیں بتایا۔۔۔یہ سب سوچ رہا تھا۔۔۔اور سب گاؤں والوں کے ساتھ مل کر اس خاندان کی تدفین کروائی اور خاموشی سے حویلی کی طرف ہوگیا۔اس نے کچھ نہیں بولا۔۔۔بولنے کو کچھ تھا ہی نہیں۔اس کے گاؤں میں یہ سب بھی ہوسکتا ہے اسے پتہ کیوں نہیں چلا۔آخر لوگ ماں کے پاس آتے ہی ہونگے اپنا حال حوال لے کر یا ان کو بھی خبر نہیں ہے اسکی۔۔یہی سوچتے ہوئے حویلی پہنچا اور جاتے ہی مجیدہ سے کہا شفی محمد کو بیٹھک میں بُلاؤ اور ماں کو بھی۔تینوں بیٹھک میں موجود تھے۔چوہدرائن نے آتے ساتھ پوچھا۔

سب خیر ہے نہ پُتر تم تو شازیب کو سٹیشن چھوڑنے گئے تھے۔؟

ہاں ماں جی شازیب خیر سے ہے پر مجھے نہیں لگتا گاؤں میں کچھ بھی خیرت سے ہے؟اور باری باری شفی محمد اور ماں کو دیکھا۔اماں نے پہلے شفی کی آنکھوں میں سوالیہ نظروں سے دیکھا۔جو نظریں جُھکا گیا تھا اُسے بھی خبر ہوئی تھی پر بتانے میں دیر ہوگئی تھی۔اسلئے چوہدائن انجان تھی۔پھر مہتاب سے پوچھا۔۔

کیا ہوا ہے گاؤں میں۔۔۔؟

ماں جی یہاں سالوں سے کسان خودکشیاں کررہے ہیں آپکو اسکی خبر ہے یا مجھے ہی بے خبر رکھا گیا ہے۔۔چوہدرائن نے روکی ہوئی سانس خارج کی ہو جسے پتہ نہیں کوئی اور ہی راز پتہ چال گیا ہو۔پھر پیار سے بولی۔۔

ایسا ہوتا ہی آرہا پُتر جی اور وہ کسان ہمارے نہیں ہیں شوگر میلوں کے ورکرز ہیں جنکے پاس زمینیں نہیں ہوتی یا جنہوں نے گروی رکھوائی ہوتی ہیں۔انکے پاس وہ انکو معاوضہ نہیں دیتے اور انکی اولادوں پر غلط نظر رکھنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں جب چوہدری صاحب نے سب سے کہا تھا۔ وہ انکا قرض اتار دیں گے کچھ سال ہی مفت میں کام کرنا ہوگا انکے پاس پر ان گاؤں والوں نے انکی ایک نہ سُنی اور اپنی زمینیں ان لوگوں کے حوالے کر دی اور زمینداروں سے مزدور بن کے راہ گئیں ہے۔

پر ان ملوں کے مالک ہمارے رشتے دار ہیں نہ۔۔؟مہتاب نے کہا۔۔

ہیں نہیں تھے۔۔چوہدائن رکھائی سے بولی۔

ابراہیم اپنے کمرے میں آیا اور دروازہ بند کرکے زمین پہ ہی بیٹھ گیا۔

کیا ہو جاتا اللہ اگر وہی ضویا ہوتی۔۔ پہلی دفعہ کو لڑکی اس دل میں اتری تھی وہ بھی نہیں مل سکتی۔ایک دم سے اتنی دور کردی جو کل تک بہت اس دل کے بہت نزدیک لگ رہی تھی۔صرف میری لگ رہی تھی آج اتنی دور کیوں کردی۔۔۔بے شک سانس کم کرلیتے پر جان تو باقی رہنے دیتے۔کیسے سب کا مان رکھوں مجھے میں اتنی ہمت نہیں کچھ ہمت عطا کر دو۔۔میرے مولا۔۔کچھ ایسا کردو میں سبکی عزت قائم رکھ سکوں نکال دو اسکو اس دل سے۔میں کیا کروں اللہ میں سوچنا بھی نہیں چاہ رہا اسکے بارے میں کیا کرو۔۔۔اے کاش کے بس آنکھوں تک ہی محدود رکھ دیا ہوتا اس دل میں کیوں اتار دیا میں کیسے ایک وقت میں دو لوگوں کو اس پر حکومت کرنے دوں۔بابا نے اپنی ساری زندگی میرے پر وقف کردی۔۔میں انکا بھی دل نہیں توڑ سکتا کتنا غرور تھا انکی آنکھوں میں میرے لیے۔بس دعا ہے سانس اتنی دینا جب تک برداشت ہو اسے زیادہ نہیں۔اور زمین پر ہی لیٹ گیا۔۔

مہتاب نے اپنے گاؤں میں ہونے والی زیادتیوں کے بارے میں شازیب کو بتایا۔

جس نے اپنے والد کو اور جاننے والوں کو جو انکی اچھے سے مدد کرسکتے تھے بتایا اور طہ یہ پایا کہ گاؤں کی باہر والی زمینیں جہاں کھیتی باڑی نہیں ہوتی بنجر پڑی ہیں۔وہاں ایک پلانٹ لگایا جائے۔جہاں سے کسانوں کو انکی حق کی کمائی ان تک پہنچائی جائے۔جو کے کوئی چھوٹا موٹا کام نہیں تھا۔منجھے ہوئے کھیلاڑیوں کا مقابلہ کرنے کے مترادف تھا۔شازیب کے والد میجرز تک اثرورسوخ رکھنے والوں میں سے تھے جنھوں نے یقین دہانی کروائی تھی۔۔سارا پلانٹ خیر و آفیت سے دو سال کے عرصے میں مکمل ہوگا۔شازیب اور مہتاب اس کمپنی کے پچاس پچاس فیصد کی شراکت دار ہوں گے۔اور ایک ماہ بعد جس کی بنیاد رکھنی تھی اس پہ حویلی میں دھمکی بھرے کالز بھی آنے لگ گئی تھیں۔پر پھر بھی مہتاب ملک کا جذبہ کم نہ ہوا اور کافی گاؤں والوں نے بھی اس کارے خیر میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیا۔وقت کیسے گزرا پتہ ہی نہ چلا۔اور ایک سال گزر بھی گیا تھا۔

اماں کیا میں حویلی جا سکتی ہوں۔۔

شانی وہ بات نہ کیا کرو جو میں تمہاری مانوں بھی نہ۔جس راستے پر جانا ہی نہیں اس راستے کی طرف دیکھنا ہی کیوں ہے۔شانی پیر پٹختی ہوئی کمرے کی طرف چل دی۔

پتہ نہیں سب کیا مصیبت ہے۔میں چوہدرائن جی کو اتنی نہ پسند کیوں ہوں جو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے کبھی حویلی میں گھسنے ہی نہیں دیتیں۔لگتا بچپن میں ضرور کوئی شیطانی کی ہوگی جو مجھے نہ پسند کرتی ہیں۔ورنہ تو اماں کے ساتھ اتنا اچھا رویہ اور میرے ساتھ دشمنوں والا رویہ نہ ہوتا۔ہائے آج مریم باجی کی شادی ہے کیسے اُسے دلہن بنی دیکھوں گی۔سب جا رہی ہے کمینیاں۔۔۔مجھے ہی کوئی لینے نہیں آیا۔ اللہ جی کچھ تو کرو کوئی مجھے لینے آجائے حویلی سے اور کہے شانی یہ تقریب تمہارے بغیر ادھوری ہے۔پر مجھ سے تو اماں کے علاوہ کوئی پیار ہی نہیں کرتا۔ جو ایسا کہے۔۔ہائے عاشی نے ضرور لال والا فراک پہنا ہوگا کتنا پیارا تھا نہ۔ اچانک سے اماں کمرے میں آئی تو دل میں درد سا ہوا۔کبھی حویلی کی تقریب میں نہ گئی حالانکہ اسکا بھی اتنا ہی حق بنتا تھا جتنا سب کا۔بلکے سب سے زیادہ پر۔۔

شانی دیکھ میرا پُتر میں آج تیری پسند کا پلاؤ بنایا ہے۔بہت پسند ہے نہ آ میں تجھے اپنے ہاتھوں سے کھلاؤں۔

نہیں کھانا میں نےکچھ بھی جا کے اپنی چوہدرائن کو کھلائیں۔اور منہ پُھلا کے بیٹھ گئی۔۔دیکھ میری دھی ایسے کیوں ناراض ہوتی ہے۔جہاں ہمارے لئے کوئی جگہ نہ ہو وہاں کی ضد ہی کیوں کرنی۔

اماں چوہدرائن کو کبھی کچھ نہیں کہا پھر ایسا کیوں ہیں وہ۔۔۔

میرا کرماں والا پُتر ہمیں کیا لینا کسی سے ہم اپنے گھر خوش ہے نہ۔دفعہ کر

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حویلی کو۔اور شانی کو اپنی گلے سے لگا لیا۔

چل جلدی سے کچھ کھا لے مجھے جانا بھی ہے۔اور جب تک تو کچھ نہیں کھائے گی میں کیسے جا سکتی ہو۔

نہیں آج تو بھی نہیں جائے گی اور نہ میں کچھ کھانے والی ہوں۔

بُری بات شانی ہمارے کونسا کوئی مرد ہیں کمانے والا میں نہیں جاؤں گی تو گھر کیسے چلے گا۔

اماں دیکھنا میں بی۔اے کرکے ماسٹرانی لگ جانا ہے پھر تم کو کبھی حویلی نہیں جانے دوں گی۔۔اماں شانی کی بات پر مسکرا دی اور اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلانے لگ گئی۔

حویلی میں شازیب کے ساتھ مہتاب کی چھوٹی بہن مریم کی شادی طہ پائی شازیب کے والد نے ہی دوستی کو رشتے میں بدلنے کو کہا جس پہ چوہدرائن نے بڑی مشکلوں میں ہامی بھری۔حویلی کو ہر طرف سے سجایا گیا۔ہر رشتے دار کو بُلایا گیا۔۔خاندان کے بڑوں میں کافی چہ مگوئیاں ہوئی اس جوڑے کو لے کے وقت پھر نہ دوہرایا جائے۔۔۔خاندان سے باہر شادی جو کی جا رہی تھی۔یہ بات مہتاب کے کانوں میں بھی پڑی پر وہ شادی میں کوئی بدمزگی پیدا کرنا نہیں چاہتا تھا۔

ہر طرف شورشرابہ تھا لڑکیاں وہی اپنے مخصوص ٹپے گانے میں مصروف تھی۔اچانک سے مہتاب کو خیال آیا شانی بھی آئی ہوگی شادی میں تو اس نے شانی کی تلاش میں نظر گھومائی۔پر وہ اسکو کہیں بھی نظر نہ آئی۔نامحسوس انداز میں گاہے بگاہے نظر سب پر گھوماتا رہا پر وہ کہیں نہ نظر آئی تو رشیدہ اماں سے باتوں باتوں میں پوچھ ہی لیا۔

اماں شانی بھی آئی ہوگی شادی پر اسے کہہ دے ایک کپ چائے بنا دے۔سر میں بہت درد ہے۔۔

نہیں باؤ جی وہ تو نہیں آئی شادی پر میں بنا دیتی ہو جی آپ کے لیئے چائے۔ مہتاب کو شاک سا لگا کہ اگر وہ رشیدہ اماں کی بیٹی ہے تو اسے کیوں نہیں بُلایا گیا۔

اماں یہ آپکا ہی گھر ہے جسے آپ آسکتی ہیں اسے بھی لے آتیں۔اچانک سے رشیدہ سے کوئی بات نہ بن پائی تو کہہ دیا۔

اسکے پیپر ہیں۔اسی کی تیاری میں لگی ہوئی تھی۔میں نے تنگ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔مہتاب کے لئے یہ جھوٹ ہضم کرنا مشکل ہی تھا اور وہ وہاں سے ہٹ گیا۔انتظامات دیکھتے دیکھتے حویلی سے کب نکلا کسی کو خبر نہ ہونے دی اور رشیدا اماں کے گھر کے دروازہ پردستک دی۔

کون ہے۔۔۔کوئی رہ گیا تھا گاؤں میں جس نے ہمارے دروازے پر آنا تھا۔

سب تو حویلی پر ہیں ہمارے ہاں کس نے آنا ہے مجھے تو کوئی لینے نہیں آنے والا ہوگا۔

کون ہے بولو بھی۔۔۔

میں ہوں۔۔

میں ہوں کا نام بھی ہے کہ مجھے پر کوئی وحی نازل ہونی ہیں۔

میں مہتاب ہوں حویلی سے اب تو کھولو دروازہ۔۔۔شانی کا رنگ بھک سے اُڑ گیا کہ واقع اسے کوئی حویلی سے لینے آسکتا ہے۔دروازہ کھول کے خوشی سے بولی۔

آپ مجھے شادی پر لے جانے آئیں ہیں۔۔؟چوہدرائن نے بھیجا ہوگا نہ اماں نے بتایا ہوگا۔میں بڑی ضد کی مریم باجی کی شادی پر جانے کی۔۔اور کمرے کی طرف بڑھ گئی دروازہ بھی اپنے پیچھے مہتاب کو بند کرنا پڑا اور صحن کی سیڑھیوں میں بیٹھ گیا۔جو کے دروازے کے پاس بنی ہوئی تھی جن کا رخ صحن کی طرف تھا۔۔۔اور وہ تو جیسے تیار ہی بیٹھی تھی چادر لے کر تیار بھی ہو گئی۔۔

میں تم کو لے جانے نہیں آیا نہ ہی ماں جی نے بھیجا ہے مجھے یہاں۔۔

کیا۔۔آپ مجھے لے جانے نہیں آئے تو کیوں آئیں ہے۔۔؟

شانی کا سارہ جوش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔اور منہ ایسے بنایا کہ ابھی رو دے گی۔اور پاس پڑی چار پائی پر بیٹھ گئی۔

کوئی پیار نہیں کرتا مجھ سے اماں کو بھی آج جانا تھا مجھے اکیلا چھوڑ کے۔۔جبکہ پتہ ہے سارا گاؤں حویلی گیا ہوا ہے میں اکیلی ہوں کوئی پروا نہیں کسی کو میری۔۔اور رونے لگ گئی ایک دم سے مہتاب کو لگا اسکو یوں اچانک نہیں بتانا چاہیے تھا۔اب وہ کیسے چپ کروائے وہ تو بچوں کی طرح رو رہی تھی۔مہتاب نے ادھر اُدھر دیکھا اور کچن کی طرف برھا ایک پانی کا گلاس لا کے شانی کی طرف بڑھایا۔۔

پانی پیو شانی۔۔اور وہ ایک ہی لفظ پر اٹک ہی گئی ہو جیسے۔۔۔

کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا۔۔

شانی بات سنو۔۔شانی نہیں میں گردن ہلا کے وہی راگ آلاپ رہی تھی اور روتی جا رہی تھی۔

کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا۔۔۔

کیوں کوئی تم سے پیار نہیں کرتا۔میں کرتا ہوں نہ تم سے پیار دیکھو اپنی بہن کی شادی چھوڑ کر آیا ہوں صرف تمہارے لیے اب ایسا کہو گی تو میں ناراض ہو جاؤں گا۔ایک دم سے شانی رونا بھول کو مہتاب کی شکل دیکھنے لگ گئی۔جو پانی کا گلاس اسے تھما رہا تھا۔

شانی پانی پیو اور مجھے اچھی سی ایک کپ چائے بنا کے پلاؤ شاباش اُٹھو۔اور اپنا ہاتھ بڑھایا۔شانی نے سن ہی کب رہی تھی وہ تو بس ایک جملے میں ٹھہر گئی تھی۔

میں کرتا ہوں نا تم سے پیار۔۔۔۔

ایک خیال آنے پر کے وہ اتنی بڑی بات کیسے کہہ گیا تو احساس ہو کچھ غلط کہہ دیا شاید۔۔۔اپنی خفت مٹانے کے لئے اور بات بدلنے کے لئے بولا۔۔

چائے ملے گی شانی؟؟ شانی اپنے حواسوں میں واپس لوٹی تو کچن کی طرف بھاگی۔

فٹافٹ چائے بنائی اور لاکر مہتاب کے آگے پیش کردی۔مہتاب نے مسکراتے ہوئے ایک گھونٹ بھرا تو چائے کم نمک والا پانی زیادہ لگا۔پھر بھی مسکراہٹ قائم رکھی اور زہر مار کے چائے پی گیا۔شانی سے رہا نہ گیا اور پوچھ بیٹھی۔

کیسی بنی ہے چائے پسند آئی؟ وہ کیا ہے نہ میں کبھی بنائی ہی نہیں آج پہلی دفعہ آپ کے لیے بنائی ہے۔مہتاب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

آج سے پہلے میں نے ایسی چائے کبھی نہیں پی۔۔شانی کا یہ سن کے ہوا میں اڑنا باقی رہ گیا تھا۔

شادی پر جانا چاہتی ہو۔۔؟مہتاب نے پوچھا تو شانی کا جواب نہ میں پا کر حیران

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رہ گیا۔

ابھی تو شادی پر جانے کے لئے آنسو بہائے جا رہے تھے اب کیا ہوا؟؟؟

جب کسی کو مجھ سے سروکار نہیں تو میں کیوں جاؤں وہاں۔۔

میں لے جا سکتا ہوں اگر تم کہو۔۔پھر بھی شانی نے نہ میں گردن ہلائی۔

مجھے حویلی جانا ہی نہیں ہے۔جب تک چوہدرائن دل سے نہ بُلائے میں نے جانا ہی نہیں وہاں۔۔۔

مطلب میں جو دل سے بُلا رہا ہوں میری کوئی پروا ہی نہیں۔۔

بالکل بھی نہیں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں ناراض بھی ہو سکتا ہوں۔

ہو جائیں۔۔۔

مطلب میری کوئی فکر نہیں ابھی میں نے تم سے کہا تھا میں تم سے پیار کرتا ہوں دنیا میں سب سے زیادہ پھر بھی نہیں۔۔۔شانی نے پھر سے گردن نہ میں ہلائی۔

کیوں ایسا کیوں؟؟؟

کیونکہ جو میرے ہاتھ کی بنی کڑوی کسیلی چائے کو بھی مسکرا کے پی جائے اور

میرے پوچھنے پر بھی میرا دل نہ توڑے وہ مجھ سے کیسے ناراض ہو سکتا ہے بھلا۔۔۔اور دونوں کا مسکرا دیئے۔۔

چوہدری رحمان کی اور بیگ فیملی مل کے بابا بلھے شاہؒ کے مزار کے لیے روانہ ہوئیں۔ابراہیم نے بھی سر اور نظریں زمین سے اوپر نہ اُٹھانے کی قسم کھا رکھی تھی۔۔سب دربار پہنچے تو سب گاڑیوں سے گروپ کی شکل میں ہوگئے لڑکیاں الگ بزرگ الگ اور لڑکے الگ۔۔اکبر نے آج پہلی دفعہ ابراہیم کو دیکھا تھا۔ اس دن والی مار پر معزرت کی پر ابراہیم صرف گردن ہلائی اور کچھ نہ بولا۔ دربار کے اندر داخل ہوئے تو ایک عجیب سے احساس سکون کی طرح دل میں اُتر گیا۔کچھ ماحول کا اثر اور کچھ دل کو راحت اور قرار سا میسر ہوا۔ایک طرف سے کونے میں کوئی ولی روح کلامِ بُلھّے شاہ پڑھنے میں ایسا مگن تھا کے ابراہیم کا دل کیا وہ بس یہی سنتا رہے قدم اپنے آپ اسکی طرف بڑھتے گئے۔۔بہت مگن انداز میں کلام پڑھتے پڑھتے وہ بزرگ بالکل پاس بیٹھے والے کو دیکھ کر روکے اور ابراہیم کو غور سے دیکھا اور مسکرا دیئے ابراہیم نے پہلی دفعہ سر اُٹھا کے بزرگ کی طرف دیکھا۔جنہوں نے کلام پڑھنا ترک کر دیا تھا۔۔

بُلھے شاہ زہر ویکھ کے پیتا تے کی پیتا

عشق سوچ کے کیتا تے کی کیتا

دل دے کے،دل لین دی آس رکھی

پیار ایہو جیا کیتا تے کی کیتا

بزرگ نے بابا بلھے شاہ کا ہی ایک کلام پڑھا ابراہیم کی آنکھوں میں دیکھتے دیکھتے کے اسی اثنا پر بزرگ کے بالکل پیچھے سے وہی دشمنِ جان پر نظر پڑھ گئی۔وہ آج بھی کالی چادر اُوڑھے پلوں سے اپنا چہرہ چُھپائے ہوئی تھی اور ابراہیم کو ہی گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔پر آج اسکی آنکھیں سُرخ ہورہی تھی۔جیسے اسکی حالت پر روئی ہو۔ ابراہیم کو اپنی آنکھوں میں کرچیاں چُبتی ہوئی محسوس ہوئی اور پھر سے سر جُھکا گیا۔وہ بالکل پاس سے گزر کے اندر کو چلی گئی کتنی دیر تک ابراہیم اُسکی خوشبوں کو اپنے اندر تک محسوس کرتا رہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب نے منت کی چادر چڑھائی اور خیر کی دعا کی۔

جانے سے پہلے ابراہیم اُٹھا فاتحہ پڑھی پتہ نہیں دل میں ایک خواہش نے جنم لیا ایک دفعہ اسکا دیدار ہو جائے چاہے آخری بار ہی صحیح اور باہر کو چل دیا۔سب گاڑیوں میں سوار ہورہے تھے۔وہ بالکل ابراہیم کے پاس سے گزری تو وہی خوشبو نے سر اُٹھانے پر مجبور کیا تو وہ ابراہیم ہی کی طرف دیکھ رہی تھی اور دھیرے سے اپنا پلوں چھوڑ دیا۔ابراہیم کو لگا جیسے اسکی دل کی آواز اس تک پہنچ گئی ہو۔وہ بس دیکھتا رہا اسی طرف۔۔وہ سب جا بھی چکے تھے پھر بھی ابراہیم ایسے اس جگہ کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ ابھی بھی وہی کھڑی ہو۔۔

تیمور نے کندھا پر ہاتھ رکھا تو ابراہیم کو احساس ہوا کے وہ تو جا چکی بہت دور جہاں وہ اس تک کبھی پہنچ ہی نہیں پائے گا۔اور ہر طرف ویرانہ چھا گیا۔

شانی جس تانگے سے کالج سے گھر جاتی تھی۔بے چارے کی گھوڑی بیمار پڑ گئی تھی۔تو اس وجہ سے وہ اسے لینے نہیں آپائے گا۔پا۔جی نے بتایا تو شانی کا رنگ فق ہوگیا۔اب وہ گھر کیسے جائے گی۔پا۔جی کے تانگے میں پہلے سے بہت ساری لڑکیاں سوار تھیں۔آسیہ اور شانی کے بیٹھنے کی جگہ ہی نہ تھی تو دونوں پریشانی سے سڑک کی طرف چل دی کے کوئی سواری ہی مل جائے گاؤں جانے کی۔ کالج جو شہر کے راستے واقع تھا۔پر گاؤں کی طرف جانے والی کوئی سواری نہ ملی تو دونوں نے پیدل چلنا شروع کردیا اس بھروسے کبھی نہ کبھی تو گھر پہنچ ہی جائے گی۔سامنے سے آتی گاڑی نظر آئی تو کوئی امید سی جاگی۔

آسیہ کیا اس گاڑی والے کو روکوں ہمیں گاؤں تک ہی چھوڑ آئے میری تو ٹانگیں جواب دے گئی ہیں۔

نہ شانی کوئی پُٹھا کام نہ کری پہلے ہی تیری بہت سی حرکتوں سے نقصان اُٹھنا پڑتا ہے اور وہ ہمیں گاؤں کی بجائے کہیں اور لے گیا تو کیا کرلے گی تو۔

میں۔۔میں ٹانگیں توڑ دوں گی اسکی مکے مار مار کردانت توڑ دینے کوئی بُری نظر سے دیکھ کے تو دیکھائے مجھے۔شانی ہوں میں کو عام سی نازک لڑکی نہیں

ہوں۔

آہو اتنی تم پہلوان اچھو کی جانشین رہتی نہیں۔۔گاڑی اچانک سے پاس آکے روکی تو آسیہ شانی کے پیچھے ہوگئ جیسے سامنے کوئی جن ہو اور شانی اسکو بچا لے گی۔

کھتے دیاں سواریاں نے سوہنیوں۔۔سانوں وی موقعہ دو خدمت دا۔۔

اپنی ماں دی خدمتاں کر۔۔شانی اور چپ کرکے سن جائے ایسا تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔

مل کے خدمتاں کرلواں گے ساتھ تے دوں ایک دفعہ۔۔

اوے تو اپنے آپکو کیا کوئی طوپ چیز سمجھتا ہے بہت سیدھے کیے ہیں تم جیسے چپ کرکے نکلتا بن ورنہ میرے سے بُرا کوئی نہیں ہوگا۔۔اچانک سے گاڑی والا اپنی شاہ سواری سے اترا اور شانی کے سامنے آکے کھڑا ہوگیا۔شانی کا دل دھک سے راہ گیا۔پر پھر بھی ہمت کم نہ ہوئی آسیہ کا ہاتھ پکڑا جو ڈر سے کانپ رہی تھی اور آگے کو چل دی تو اس لڑکے نے شانی کا ہاتھ پکڑ لیا۔

ہمیں بھی دیکھاؤ کتنی بڑی ہے ہم بہت شوق سے دیکھے گے۔

بہت ہی کوئی کمینہ انسان ہے توں شرم تو پاس سے گزر ہی نہیں لگتا۔اتنے میں ایک اور گاڑی پاس آکے روکی اترنے والے انسان کو دیکھ کے شانی کا رنگ ہی

اُڑ گیا۔

باؤ جی آپ۔۔مہتاب نے زور سے شانی کا ہاتھ چھڑوایا اور دونوں کو گاڑی میں بیٹھے کا کہا۔دونوں بنا چوچراں کیے گاڑی میں بیٹھ گئ تو مہتاب نے بُری طرح اس لڑکے کے منہ پر مکوں گھوسوں کی برسات کر دی۔

ہمت کیسی ہوئی میرے گاؤں کی لڑکیوں کو ہاتھ لگانے کی۔اور مارتا گیا جب تک وہ زمین پر نہ گر گیا۔آگے سے نظر اٹھا کر بھی دیکھا تو ان ہاتھوں پیروں پر سلامت نہیں جاؤ گے۔۔لڑکے میں تو ہوا ہی بھری تھی آگے سے مزاحمت تک نہ کر پایا تھا۔

مہتاب نے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی شانی پر غصے سے بھری نظر سے دیکھا تو شانی فوراََ بول اُٹھی۔

دیکھے اسے میں نے نہیں روکا تھا وہ کمینہ تو پیچھے ہی پڑ گیا تھا۔۔اور یہ جو میری سہیلی ہےبجائے میرا ساتھ دینے کے میرے پیچھے چھپ گئ۔مہتاب نے آنکھیں بڑی کرکے اور غصے سے بھنکارا۔۔۔

ضررت کیا تھی اسکے منہ لگنے کی۔۔اور کالج میں چوکیدار سے کہہ کر کسی سواری کا انتظار نہیں کرسکتی تھی نکل پڑی خود ہی جانسھی کی رانی کی طرح۔۔ اس دفعہ شانی نے کچھ نہیں کہا اور منہ دوسری طرف کردیا پر زیادہ دیر چپ نہ رہا گیا تو پھر سے شروع ہوگئ۔مہتاب اپنا غصہ ضبط کرکے گاڑی چلا رہا تھا۔

آپکو کیا اماں نے بھیجا ہے؟

نہیں فیکٹری کے کام سے گھر جارہا تھا تو پاجی نے بتایا تم لوگوں کا اور میں فوراً لینے آگیا۔۔

بہت شکریہ آپکے آنے کا میری تو ٹانگیں جواب دے گئی تھی اوپر سے پیپر نے مت مار رکھی ہے اور کل کے پیپر کی الگ سے ٹینشن بندہ جائے تو جائے کہاں؟مہتاب نے بھی اپنا موڈ صحیح کیا ورنہ جتنا غصہ اس لڑکے پر تھا اس سے کہیں زیادہ شانی پر۔۔جو منہ اٹھا کر چل دی کسی سواری کا انتظار کیے بنا۔۔

شانی آئندہ کچھ بھی ہو اماں یا مجھے فون کردیا کرنا اور کبھی بھی سواری کا انتظام کیے بغیر کالج سے باہر قدم مت رکھنا چاہے رات ہی کیوں نہ ہو جائے۔۔

ہمارے کالج میں موبائل لے جانا منع ہے اور میرے پاس موبائل نہیں ہے۔

اتنی دور سے آنا ہوتا ہے کالج تو ضرورت کے وقت پر کیا کرتی ہو۔۔

چوکیدار چچا کا فون لے لیتی ہیں لڑکیاں۔۔

تو کیا تم فون لے کر گھر بتا نہیں سکتی تھی۔

ہمارے گھر کوئی مرد نہیں ہے جو میرے پیچھے آئیں مجھے اپنی حفاظت خود کرنا آتی ہے آج اگر آپ نہ آتے تو زندہ نہ ہوتا وہ انسان۔مہتاب بیک ویومیرر میں شانی پر فوکس کرکے اسکی آنکھوں میں دیکھا جو غصے سے اسی کو گھور رہی تھی۔

مہتاب صرف مسکرا دیا۔وہ اور کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا تھا جو آسیہ کی موجودگی میں سب کے لئے چٹخارے کا باعث بنے ورنہ گاؤں میں تو ذرہ سی بات دوسرے گاؤں تک پھیلنے وقت ہی کتنا لگتا ہے۔

بیگ فارم ہاؤس پر ابراہیم کی مہندی کا فنکشن اپنے عروج پر تھا۔گاؤں کی عورتوں نے ابراہیم کو ابٹن لگا کے سارا پیلا کرر کھا تھا۔ہر کوئی خوش تھا سوائے ابراہیم کے جس نے جو نظریں اُٹھا کے کچھ دیکھنا ہی نہیں چاہا تھا۔بس سر جھکائے والد کے حکم کی تکمیل کررہا تھا۔تیمور کیمرہ لیے ساری محفل میں دندناتا پھر رہا تھا ابراہیم کے پاس جا کے بولا۔

اوئے یار سمائل کر تصویر زارا اچھی نہیں آرہی منہ ایسے لٹکا ہے جیسے رخصتی تمہاری ہونی ہو۔۔شاباش دانت دیکھا پتہ چلے ہمارے بکرے کی دانت پورے ہیں جو کل ذبح ہونے دینا ہے۔

بھاڑ میں جا۔۔ابراہیم نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

چل دونوں بھائی ساتھ چلتے ہیں۔تیمور پر کون سا اثر ہونا تھا۔

ابراہیم نے اگنور کیا۔۔

چچی میں جاسکتا ہوں؟ ہوگئی آپ کی سب رسمیں؟

ہاں ہاں کیوں نہیں ہم کھانے لگوا دے مہمانوں کے لئے تب تک تم فریش ہو جاؤ۔

جی مہربانی۔اتنا کہہ کر اُٹھ کھڑا ہو تو تیمور نے پیچھے آواز لگائی۔

اوئے ہوئے میری پھولجھڑی کہاں چل دی۔ابراہیم نے موڑ کے دیکھا اور پاس آ کے ہلدی اور مہندی کے پیالوں میں دونوں ہاتھ ڈالے اور تیمور کے منہ سے سینے تک لگا دیئے۔

جہاں اب تم جاؤگے نہ وہی جارہا ہوں۔اور کمرے کی طرف چل دیا۔پوری محفل میں قہقہوں کی بوچھاڑ ہوگئ۔

شانی جب کالج سے گھر پر آئی تو سامنے مہتاب کو بیٹھے پایا تو ایک دم سے رنگ اُڑ گیا۔

کہیں اماں کو تو نہیں بتادیا انہوں نے کل والا قصہ۔ادھر اُدھر دیکھتی مہتاب کے پاس پہنچی۔

آپ نے اماں کو تو کچھ نہیں بتایا۔۔؟

کیوں بتانا نہیں چاہیے تھا آخر ماں ہیں تمہاری۔سب اچھا بُرا پتہ ہونا چاہئے۔

وہ میرا کالج جانا بند کروا دیں گی اور میں نہیں چاہتی کے ایسا ہو اور پریشانی

الگ سے ہوگی۔وہ تو منحوس ہے بھی میل والوں کا بیٹا اماں نے میرا ہر طرح سے دنیا سے رابطہ ہی ختم کروا دینا ہے۔پہلے ہی چوہدرائن نے بڑی مشکل سے کالج میں پڑھنے کی اجازت دی ہے۔

ماں جی کیوں۔۔۔؟

لو بھلا اس میں کیوں والی بات کہاں سے آگئی۔اماں کام کرتی ہیں حویلی میں تو چوہدرائن سے پوچھے بنا تھوڑی نہ چلے گی۔میرے کپڑے سے لے کر ہمارے گھر کیا آئے گا سب چوہدرائن ہی تو کرتی ہیں کہیں سے لگتا یہ حویلی کی ملازمہ کا گھر بس ایک مجھے حویلی میں یا اسکے آس پاس آنے کی اجازت نہیں ہیں۔ خاص کر تب سے جب سے آپ شہر سے آئیں ہیں۔جب آپ حویلی سے دور جاتے ہیں میں تو پچھلے دروازے سے حویلی میں اماں اور مریم باجی سے مل آتی تھی آسیہ کے ساتھ جاکے۔مہتاب حیرانی سے سب باتیں سن رہا تھا۔جسے ان باتوں سے خاص کچھ ہو ہی نہ دنیا میں یا جب بھی وہ شانی کے ساتھ ہوتا تھا اور کچھ خاص ہوتا ہی نہ تھا اسکے لیے۔

اور پھر بھی تم چوہدرائن سے ناراض رہتی ہو اور کہتی کوئی پیار ہی نہیں کرتا تم سے؟؟ ایک دم سے شانی کو اس رات والی بات یاد آگئی۔

میں کرتا ہو نہ تم سے پیار۔۔۔ پھر ایک خیال آنے پر اپنی خفت مٹانے کے لئے بولی۔

مجھے پتہ سب میرا بھلا سوچتے اس دن بھی آپ نے مجھے رونے سے چپ کروانے کے لئے وہ کہا تھا۔میں جانتی ہوں۔۔ورنہ ایک دو دفعہ ملنے سے کوئی پیار تھوڑی نہ ہو جاتا ہے اور کوئی بول بھی نہیں دیتا۔

میں نے جھوٹ تو کچھ نہیں کہا تھا ایک دو دفعہ کب ملے ہم میں تو بہت پہلے سے جانتا ہوں تم کو۔۔۔

وہ کیسے۔۔؟ابھی سوال شانی کے منہ میں ہی تھا اماں چائے لے کر کمرے میں آئی ساتھ میں کچھ لوازمات کی ٹرے بھری ہوئی تھی۔

شانی تم کب آئی اور پتہ بھی نہیں چلا تیرا پُتر۔

وہ۔۔وہ اماں میں ابھی ہی تو آئی ہوں تمہارے آگے آگے تو سامنے باؤجی کو دیکھا تو سلام کر رہی تھی کیوں صحیح کہہ رہی ہوں نا نہ باؤ جی۔اور اماں کی پیچھے جا کر ہاتھ جوڑنے لگ گئی۔مہتاب کے لیے اپنی مسکراہٹ کنٹرول کرنا مشکل ہوگیا تو گرما گرم چائے اُٹھا کے منہ کو لگا لی۔

جی اماں ابھی آئی ہے سلام تو ابھی کیا ہی نہیں۔۔۔

او۔۔ہاں اسلام علیکم باؤ جی۔اب میں چلتی ہوں اچھا لگا آپ ہمارے گھر آئے چوہدرائن جی کو بتا کے آئیں ہیں نہ منع تو نہیں کیا انہوں نے آپ کو۔اماں ایک دم ہڑبڑا سی گئ اور شانی کی طرف موڑ کے آنکھیں دیکھا کے تنبیہ کیا۔

شانی جاؤ جا کے یونیفام بدلو شاباش۔۔اور شانی کی گستاخیوں کی صفائی دینے لگی۔

وہ کیا ہیں نہ باؤ جی باپ تو ہیں نہیں سر پر میں بھی اکثر حویلی رہتی ہوں تو سہیلوں کے ساتھ رہ رہ کر تھوڑی زبان دراز ہوگئی ہے پر دل کی بہت اچھی اور معصوم ہے۔اس کی بات کا بُرا مت مانیے گا۔

ارے اماں ایسا کیوں کہتی ہیں آپ میں اسکی باتوں کا بُرا کیوں مناؤں گا اور میں نے تو آپکو تنگ کردیا ہے آکے پہلے ہی بیمار ہیں اور یہ سارے لوازمات دیکھ کے مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ کیوں آیا۔

نہیں باؤجی ایسا کیوں کہتے ہیں مجھے تو خوشی ہوئی آپ پہلی دفعہ ہمارے گھر آئیں اور ایسے تو نہ جانے دے سکتی ہو نہ میں۔

پہلی دفعہ۔۔ مہتاب نے مسکراتے ہوئے ہلکی سی آواز میں کہا جو رشیدہ نہ سن سکی۔

کچھ کہا باؤ۔۔۔؟

نہیں۔۔نہیں تو کچھ بھی نہیں۔۔

بڑی دھوم دھام سے ابراہیم کی بارات نکلی سارا کا سارا گاؤں شادی پر موجود تھا۔ابرا ہیم نے سفید رنگ کی شیروانی پہنی ہوئی تھی ساتھ میں کُلا اور سرا

پہنائی کی رسم کی گئی پیسوں اور پھولوں والے ہار پہنائے گئے۔امتیاز بیگ صدقے واری جارہے تھے اپنے بیٹے کے جس نے آج فخر سے سر بلند کر دیا تھا ابراہیم کو گلے لگایا۔

یار میں تو سوچ رہا تھا تم ہزار نخرے کرنے والے ہو ان رسموں کے لئے کبھی سُرما نہیں پہنا وہ بھی آرام سے پہن لیا گلے پر اعتراض نہیں اس پر یہ پیسوں اور پھولوں والا ہار پہنے کارٹون لگ رہے ہو۔

بابا آپ خوش ہیں نہ۔۔۔؟

ہاں بہت زیادہ اتنا کے میرا دل کررہا ہے بارات کے سب سے آگے جا کے بھنگڑا ڈالوں۔۔اور قہقہہ لگا دیا۔ابراہیم بھی مسکرا دیا کہ آج کتنا خوش ہیں بابا جان اور کیا میں انکی خوشی میں خوش نہیں ہو سکتا۔

کیوں نہیں انکل آئیں ہم بھنگڑا کرتے ہیں اس سڑیل کی شادی پر۔بدلے میں یہ میری شادی کے سارے کام کرے گا۔دھوم دھام سے بارات حویلی پہنچی خوب استقبال کیا گیا۔جب نکاح پڑھایا گیا تو ابراہیم نے مسکرا کر سب کی طرف دیکھا۔

بس اتنا ہی ساتھ تھا یا اللہ اسکا اور میرا کاش کے اس دل میں جگہ ہی نہ دی ہوتی۔ان کے لیے بس دعا کرتا ہوں جس کا ساتھ آپ نے مقدر میں لکھا ہے وہ خوش بختی سے نبھا سکوں۔رخصتی ہوئی تو رونے والوں میں جس پر سب

حیرت زدہ ہورہے تھے وہ چوہدری اکبر رحمان ملک تھے اپنی اکلوتی بہن کو دور جاتا دکھتے ہوئیں رہا نہ گیا ہو ہچکیوں سے رونے لگ گئے۔ابراہیم کو گلے لگا کر کہا۔

ایک اکوتی بہن ہے میری بہت لاڈ پیار سے پالا ہے سختی کیا ہوتی ہے وہ اسنے کبھی نہیں دیکھی اگر بھول چوک سے کبھی کوئی غلطی ہوجائے تو معاف کردینا۔ اور اپنے ہاتھ جوڑ دیئے۔

بیٹیوں سے ڈر نہیں لگتا بیٹیوں کے نصیبوں سے ڈر لگتا ہے۔

ابراہیم نے کمرے میں قدم رکھا تو ہزار سوچوں میں گھرا ہوا تھا۔اور ضویا دلہن بنے سامنے تھی ایک حقیقت کا سامنا کرنا تھا۔جو اللہ کے نام لے کر کیا۔

اسلام علیکم! ہماری آج سے پہلے کبھی کوئی بات نہیں ہوئی میں اپنے بارے میں کچھ بتانا چاہوں گا کوئی بھی رشتہ جھوٹ پر نہیں ہوتا میں بھی حقیقت بتانا چاہتا ہوں۔میں نے بابا جان کے کہنے پر ہامی تو بھرلی تھی آپ سے شادی کی پر دل مطمئن نہیں تھا۔جس کے ساتھ ساری زندگی گزارنی ہے اسے ایک نظر دیکھنا تو چاہئے نہ میں بھی اسی وجہ سے گاؤں آیا تھا۔پر یہاں میرا سامنا ایک لڑکی سے ہوگیا۔پہلے تو بس آنکھوں پر دل ہار بیٹھا بالکل کانچ کی طرح شفاف ہر گرد سے پاک جیسے صرف میرے لیے ہو۔میں بس دیکھتا ہی رہ گیا۔پھر میں نے

اس نے اس میں اذیت دیکھی جسے وہ مجھے مار کھاتا دیکھ نہ پا رہی ہو۔اسکے بعد اسکا دیدار ہوا تو چند پلوں میں وہ مجھے سے دور ہوگئی بہت دور کوئی راہ اس طرف جاتی ہی نہ ہو۔اس رات اللہ سے بہت شکوا کیا کہ اگر آپ کے لیے ہی منتخب کرنا تھا تو اسکو اس دل کی بستی پر کیوں اُتارا میں زندگی میں پہلی بار اس رات کو رویا ایک لڑکی کے لئے۔۔اور پھر دربار میں دعا کی کہ ایک آخری دفعہ ہی صحیح دیدارے یار ہو جائے تب اچانک سے میری دعا قبول ہو گئی۔۔تو سوچا اللہ سنتا ہے کبھی کبھی ہم بندے ہی اکثر طریقہ نہیں جانتے مانگنے کا۔۔پر آج نکاح نامے پر دستخط کیے تو سچے دل سے اس رشتے کو قبول کیا۔کیونکہ میں ساری زندگی سیراب کے پیچھے نہیں بھاگنا چاہتا۔

ابراہیم نے دیکھا ضویا بالکل خاموش بیٹھی سن رہی ہے تو رُکا۔۔پھر سے بولا۔۔

بہت برا لگ رہا ہوگا میرا یوں سچ کہنا۔۔پر چاہتا ہوں سچ سے شروعات کروں اپنی نئی زندگی کی۔۔سچ اذیت ناک تو ہوتا ہیں پر کچھ عرصے کے لئے۔

کچھ بولو گی نہیں؟ کوئی شکایت نہیں کروگی؟

نہیں۔۔مجھے آپ ایسے ہی قبول ہیں ساری زندگی کے لیے۔ابراہیم نے مخملی ڈبے میں بند سونے کا سیٹ اور بلینک چیک دیا جو بابا جان نے اسے تھمایا تھا۔ خود تو ہوش تک نہ تھا اپنی دلہن کے لئے کچھ لیا جائے۔

ابراہیم نے گھونگھٹ اُٹھایا ایک منٹ کے لئے حیران رہ گیا ہو جیسے اپنی

آنکھوں پر شُبہ ہو کے دیکھائی نہیں دے رہا۔آنکھوں کو مسلا پھر سے دیکھا تو اپنا وہم جانا کہ کیا اب وہ اسکو اس روپ میں بھی نظر آئے گی۔ضویا اس کی حرکت پر دیرے سے سر اوپر اُٹھا کے دیکھا کے کہیں ناراض تو نہیں پر وہ تو اپنی آنکھوں کو بار بار مسل رہے تھے۔

کیا ہوا آپ کو۔۔۔؟؟

پتہ نہیں مجھے آپ میں بھی وہی لڑکی دیکھ رہی ہے حالانکہ میں ایسا چاہتا تو نہیں پر مجھے پتہ نہیں کیا ہورہا ہے۔ضویا پہلے مسکرائی۔پھر ہنسنا شروع ہوئی تو ہنستی چلی گئی۔۔۔ہنسی روک ہی نہیں پا رہی تھی۔ابراہیم کو اسکی دماغی حالت پر شُبہ ہُوا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ ٹھیک تو ہیں نہ؟؟

جی۔۔پر لگتا آپکو یقین نہیں آیا میں وہی لڑکی ہوں جس سے آپکو عشق ہوا ہے اور میں معذرت چاہتی ہو میرا اس میں کوئی قصور نہیں بابا جان نے روکا تھا آپکو نہ بتاؤں اور اُس دن جب آپ کنوئیں والی زمین پر آئے تھے تو ویر جی شہر سے آئے تھے انہوں نے بھی آپکو اسی لئے نہیں پہچانا تھا اور میں صرف دیکھ سکتی تھی ویر جی اور سب لڑکیوں کے درمیاں آکے یہ تھوڑی کہہ سکتی تھی یہ وہی ہیں جن کو ربّ نے میرے لیے بھیجا ہے صرف میرے لیے۔۔

تم۔۔ابراہیم کو سمجھ نہ آیا کے کس طرح ری ایکٹ کرے۔

اس دن جب تمہاری دوست یا کزن اس نے کہا تھا کہ تم راشی ہو۔۔اسکا پتہ بھی ہے میں زندگی میں پہلی دفعہ اتنا رویا تھا صرف تمہارے لئے اللہ سے شکوے کیے اور وہ تو میری ہر دعا سن رہا تھا میں ہی انجان تھا اُس سے۔

ساری غلطی آپکی ہے۔۔آپکو تھوڑی سی تو سزا ملنی چاہئے تھی۔۔اس دن آپ نے راشی کے منگیتر کو رشوت دی تھی۔حویلی کی ساری خبر آپ تک پہنچانے کی۔آپ نے سوچ بھی کیسے ہمارے ملازم ہم سے غداری کریں گے۔مجھے بابا جان نے اپنے گھر کا فون نمبر دیا تھا جب بھی دل کرے ان سے بات کرلوں ابا جی سے پُو چھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے اور ابا جی کو بھی کہہ دیا تھا کہ یہ ہماری امانت ہے کوئی روک ٹوک نہیں رکھنی جو کرنا چاہئے کرنے دینا تو میں نے بابا جان کو آپکے بارے میں بتایا کے کیا کیا کرتے پھر رہے ہیں آپ اور چچا جان کو بھی سب پتا ہے۔۔۔

اور یہ سب تم لوگوں کی ملی بھگت ہے چھوڑوں گا نہیں تم سب کو میں۔۔۔

مہتاب پُتر ہن تے بہن کی بھی شادی ہوگئی ہے اب تو کروالو شادی عمر نکلتی جارہی ہے۔مجھے بھی اس حویلی میں اپنے پوتے پوتیوں کو کھیلتے دیکھنا ہے۔کل قُبرا ماسی آئی تھی اپنی نواسی کے رشتے کی بات کررہی تھیں۔پر میں کہہ دیا میں اپنے مہتاب کی خوشی سے ہی اسکی کی شادی کروں گی۔

ماں جی مجھے ابھی شادی نہیں کرنی میں نے اور ابھی کچھ فیکٹری کے کام کو بھی وقت ہے پھر ہی کچھ سوچوں گا اسے پہلے نہیں۔

پُتر تب تک کے لئے بات ہی پکی کر لیتے ہیں۔ماشااللہ سے کڑی بہت سوہنی ہے۔توں دیکھے گا تو دیکھتا رہ جائے گا۔

ماں جی۔میری پسند سے کروگے شادی تو صبر کریں میں آپکو اپنی پسند بتادوں گا۔پر آپ انکار مت کرنا پھر۔۔۔

چوہدائن اتنے میں ہی خوش ہوگئ تھی کوئی ہے مہتاب کی زندگی میں۔۔

تو صیح فیکڑی کے کام کی وجہ سے بتا نہیں رہا۔

اور مہتاب صیح وقت کے انتظار میں تھا کے کوئی ثبوت اسکے ہاتھ لگ جائے۔ تاکے وہ بات کر سکے۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابراہیم آئینے کے سامنے اپنے بال بنا رہا تھا۔جب ضویا کمرے میں داخل ہوئ پہلے سے بھی زیادہ دل میں اتر جانے والے دل کش انداز میں۔۔ابراہیم نے ضویا کے دونوں ہاتھ تھامے اور بالکل سامنے کھڑے ہو کے پوچھا۔

چلو سب تو کلئیر ہوگیا اب یہ بتائیں اُس دن درگاہ میں میرے دیکھنے پردہ کیوں ہٹایا تھا۔

وہ میں آپکو دیکھنے سے ہٹایا آپکو کیسے پتہ۔۔۔

میں پوچھ رہا ہوں تم سے۔۔

کیونکہ آپکی آنکھوں نے کہا تھا ضویا ہمارے بیچ یہ پردہ کیسا۔۔ بس اسلئے۔۔

ماشااللہ۔۔تم کو آنکھیں بھی پڑھنا آتی ہے۔

صرف آپ کی۔۔

ابراہیم نے پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے ضویا کو اپنے نزدیک کیا اور جُھک کر آنکھوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے۔۔جن آنکھوں سے اسکو عشق ہوا تھا۔۔ضویا نے ابراہیم کی اس حرکت پر سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر پیچھے کو دھکیلا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ صبح ہی صبح کافی شریر ہورہے ہیں۔میں بابا جان کو بتاؤں گی۔

چلوں مل کے بتاتے ہیں۔

شرم تو نہیں آئے گی۔

نہیں۔۔شرم کیسی بیوی ہو میری کوئی زمینوں پر کھیلتی کودتی کوئی لڑکی تو نہیں۔

دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیئے۔

چراغوں کی لوح حویلی کے آنگن میں ہر طرف بکھری ہوئی تھی۔اندھیرے میں جگنوں ٹمٹما رہے ہو جیسے۔اور چراغوں کو جلاتی شانی اپنی دھن میں مگن تھی کسی نے پیچھے سے آ کے شانی کا دامن کو جلنے سے بچایا۔شانی نے ایک دم سے پیچھے مڑ کے دیکھا اور بے اختیار منہ سے نکلا۔۔

آپ۔۔۔آپ یہاں کیا کررہے ہیں کسی نے دیکھ لیا تو؟اگر اماں آگئ تو۔۔؟اگر چوہدرائن نے دیکھ لیا تو ؟مجھے کبھی حویلی نہیں آنے دیں گی ایک احسان کریں یہاں سے چلے جائے۔۔پلیز آپ کو اللہ کا واسطہ ہے۔

شش۔۔ایک لفظ اور نہیں۔اور ہونٹوں پہ انگلی رکھ دی۔شانی کی آواز ساتھ ہی گم ہو گئی اور وہ اسکے پاس آیا تو بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں تم سے وعدہ کرنا چاہتا ہوں شانی۔۔میں ساری زندگی تمہارے ساتھ رہوں گا تمہاری ہر خواہش پوری کروں گا جو تم چاہوگی وہ کروں گا ساری زندگی تمہارا اسیر بن کر رہوں گا بولوں کیا تم کو منظور ہے۔شانی کے ہونٹوں پر ابھی تک مہتاب کی انگلی تھی۔

شانی نے اپنے کپکپاتے ہونٹ وا کرنا چاہیئے تو اماں نے آواز دے دی۔

شانی اُٹھ جا پُتر کی ویلا ہوگیا ہے کالج نہیں جانا۔اور منہ سے چادر ہٹا دی۔شانی ایک دم سے اُٹھ کر بیٹھ گئ۔

ہائے اللہ یہ سب خواب تھا۔۔اُفف۔

اماں آج میں آلو والا پراٹھا ہی کھانا ہے۔اور واش روم میں گھس گئی دل ابھی بھی زوروں سے دھڑک رہاتھا۔

چوہدرائن شانی کے لئے رشتہ آیا ہے۔میں اُسے نہیں بتایا آپکے پاس آئی ہوں بتانے۔۔

کون لوگ ہیں کچھ پتہ ہے انکے بارے میں۔

وہ جی شہر میں رہتا ہے اور اپنی امی کو ساتھ لایا تھا پر شانی گھر پر نہیں تھی۔ ورنہ طوفان کھڑا کر دینا تھا اسنے۔

کس نے طوفان کھڑا کرنا تھا اماں۔رشیدہ اور چوہدرائن تختے پر بیٹھی تھی۔۔رشیدہ سے رازوں نیاز کررہی تھی کہ اچانک سے مہتاب اندر آگیا۔جو اپنے کمرے میں جاتا جاتا شانی کا نام سن کے روک گیا۔

کچھ نہیں باؤجی وہ تو۔۔بس میں شانی کا بتا رہی تھی چوہدرائن کو بہت شیطان ہو گئی ہے۔

اچھا میں تو کچھ اور ہی سُنا ہے کوئی رشتہ آیا ہے شانی کے لئے۔۔؟

رشیدہ اور چوہدائن نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

جی باؤجی آیا تو ہے جی۔جو چوہدائن کہیں گی ویسا ہی ہوگا۔اسی وقت چوہدرائن

بولی۔

تم کو کیا لینا دینا عورتوں کی باتوں سے۔۔۔

ماں جی میں کافی عرصے سے دیکھ رہا ہوں۔جہاں شانی کی بات آتی ہے آپ معاملہ رفع دفع کر دیتی ہیں۔کس سے ڈر ہے آپ کو۔۔؟؟

مجھے کسی سے کیا ڈرنے کی ضرورت۔تم نہ بس گھر کی باتوں میں ٹانگ مت آڑایا کرو جاؤ یہاں سے۔

مہتاب کو ماں جی کا رویہ سمجھ نہ آیا اور اپنے کمرے کو چل دیا۔۔پر دماغ سوچا میں اُلجھا ہوا تھا۔۔

کب سے غصے سے دماغ کھول رہا تھا۔شانی اگر وہی ہوئی تو وہ کسی اور کی کیسے ہو سکتی ہے اس معاملے کو اسکو اتنا ایزی نہیں لینا چاہیے تھا۔اگر شانی نے بھی ہاں کردی تو وہ کیا کرسکے گا۔سوچتے سوچتے ایک خیال آیا تو شانی کے کالج کی طرف چل دیا۔وہاں کالج کے ہیڈ سے ملاقات کی۔

شانی آسیہ کے ساتھ کالج کے باغ میں بیٹھی اپنا خواب سنا رہی تھی اور آسیہ منہ کھولے سُن رہی تھی۔

شانی تو مان نہ مان پہلے تو باؤ جی کو تجھے سے محبت ہوئی اور انکی محبت اتنی سچی تھی کے اب تم کو بھی ان سے محبت ہوگئی ہے۔

کیا بکواس کررہی ہو مجھے کوئی محبت وحبت نہیں ہوئی میں تو بس خواب سنا رہی ہو تو تعبیر بتا اسکی اگر آتی ہے۔

تو مان یا نہ مان فلموں میں تو ایسے ہی ہوتا ہے۔۔

تجھ سے نہ بات کرنا ہی فضول ہے میرا ہی دماغ خراب ہوا تھا جو تجھے بتانے بیٹھ گئی تھی۔آتا جاتا تجھے کچھ ہے نہیں۔

یار اس دن دیکھا نہیں کسے تیری مدد کو پہنچے تھے اور اس لڑکے کو پیٹ پیٹ کے بُھرتا بنا دیا تھا۔بیٹا اسی کو عشق کہتے ہیں یار مصیبت میں ہو تو دوسری کو خبر ہو ہی جاتی۔

ہاں وہی خبر جو پاجی نے دی ہمارے عشق کا رپوٹر۔۔ شانی نے آسیہ کی بات پر جل کر کہا۔

اچھا ایک بات بتاؤ۔۔

ہاں پوچھو۔۔

اگر باؤجی اپنی مرضی سے شہر کی لڑکی سے شادی کر لے گے تجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا؟آسیہ کے سوال سے کچھ تو دل کو ہوا اور خیال سا دل کو چھو کو

گزرا۔۔میں کرتا ہوں نہ تم سے پیار۔۔مگر ان سب خیالوں کو دماغ سے جھٹک دیا اور مصنوعی سی ناراضگی طاری کر کے بولی۔

لو بھلا مجھے کیوں فرق پڑنا ہے فرق تو چوہدرائن جی کو پڑے گا بیٹا ہاتھ سے جو نکل جائے گا۔

دفعہ ہو شانی کسی کام کی نہیں ہے تو۔نہ تو اپنے کالج میں لڑکے ہوتے ہیں اور پنڈ کے لڑکوں کو دیکھنے کا میرا دل ہی نہیں کرتا۔میری اتنی خواہش تھی کہ اصلی والی لو سٹوری دیکھوں اپنی آنکھوں سے۔۔جیسے حویلی کی ایک لڑکی کے بارے میں تھی۔

حویلی کی کونسی لڑکی کی لو سٹوری ہے۔اسی ٹائم دونوں کی نظر اپنا گلا کھنکارتے مہتاب پر پڑی تو دونوں نے مڑ کر دیکھا۔تو دونوں کے رنگ ہی اُڑ گئے اور ایک ساتھ بولی۔

آپ یہاں۔۔مہتاب نے اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ رکھے تھے اور کندھے اچکا کر باور کروایا کے وہ سب سن چُکا دونوں نے آؤ دیکھا نا تاؤ وہاں سے بھاگ نکلی۔۔۔مہتاب اپنی دلکش سی مسکراہٹ لئے ان کی حرکت کو دیکھ رہا تھا۔

بے جی میرا دل کرتا ہے اپنی شانزہ کے لئے مانی کا ہاتھ ویر جی سے مانگ لوں

اگر بیٹا ہوتا تو مریم میری ہی تھی کیوں ویر جی منظور ہے آپکو۔شانزہ کے عقیقہ کی تقریب منعقد کی گئی تھی سب حویلی میں جمع تھے تو ضویا نے بڑے مان سے اپنے بھائی کے آٹھ سالا بیٹے کا رشتہ مانگا تو سب کی خوشی کا کوئی ٹھیکانا نہیں تھا۔ضویا نے مانی کو اپنی گود میں لے کر پوچھا۔مانی تم شانزہ سے شادی کرو گے؟

مانی صاحب نے ایک نظر اپنی بُھوا کو دیکھا اور ایک نظر پاس سوئی پڑی شانزہ کو دیکھا اور بولا۔

بُوا یہ تو بہت چھوٹی ہے یہ دلہن کیسے بنے گی جیسے آپ بنی تھی۔یاد ہے آپ کو میں کتنا رویا تھا۔

اور تیرے باپ نے سب کو رولایا تھا۔چوہدری اکبر نے اپنے پوتے کی معصوم سی بات پر مسکراتے ہوئے بیٹے کو دیکھا جسے تب سے اب تک اسی طرح چڑاتے تھے۔

ابا جی ایسے نہ کہا کرو سب کے سامنے اور میں جزباتی ہو گیا تھا اپنی بہن سے دوری کے خیال سے۔۔اور ضویا کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔

اللہ خوش رکھے۔۔

مانی شانزہ کے پاس گیا اور پیار سے اسکے روئی جیسے گلابی گالوں کو چھو کر بولا۔

بھوا یہ میری دلہن بنے گی تو آپ اسکو حویلی میں چھوڑ جانا میں اسکو سکول کا سارا سبق یاد کروا دوں گا۔اسکی معصوم سی خواہش پر سب کا قہقہہ ایک ساتھ بلند ہوا۔

آسیہ عاشی کے بارے سنا تو نے۔۔۔

ہاں آج ہی ماسی شکورہ مٹھیائی لے کر آئی تھی۔مجھے بہت افسوس سا ہوا کے اتنی بڑی عمر کے آدمی سے نکاح پڑھا دیا اسکے باپ نے زبردستی۔اور ماسی بتا رہی تھی اسکا کسی کے ساتھ چکر تھا جس کا اسکے ابو کو پتہ چل گیا تھا کھیتوں میں پکڑی گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اللہ رحم کریں سب کے حال پر کیا ملتا ہے یہ سب کر کے رکھا ہی کیا ہے عشق محبت میں مل جائے تو بدنامی نہ ملے ذلت الگ سے۔۔پورے گاؤں میں جتنی اسکی ٹور تھی رشک آتا تھا اس پر مجھے۔ہر مہنگے سے مہنگا سوٹ اسنے پہنا تیار ہر وقت رہنا۔دنیا کی ہر چیز اسکے ابو نے لا کر دی جسے دیکھ کر میرا دل کرتا تھا میرے بھی ابو ہو مجھے بھی اتنا پیار کرے میری بھی ہر فرمائش پوری کرئیں۔پر ذرا عزت نہ رکھی پورا گاؤں باتیں کر رہا ہے۔۔۔حق ہا اللہ سونے رشتے دے تو نصیب بھی سونے دے ورنہ کسی کا کوئی فائدہ نہیں۔

آمین۔۔چل یار کل آخری پیپر ہے تیاری بھی کرنی ہے۔

چوہدری اکرام جٹ ہوں میں اور جو چاہتا ہوں کر کے رہتا ہوں۔مجھے ہر حال میں وہ زمین چاہیے وہ زمین صرف اور صرف میری ہے۔اور کسی کی نہیں ان بیگ برادران میں تو میں پھوٹ ڈلواؤں گا کیسے ذلیل کر سکتے ہے مجھے بھری پنچائت میں۔چوہدی اکرام غصہ سے پاگل ہو رہا تھا۔جو زمین اسنے خریدنی چاہی وہی بیگ برادرن نے اپنی گنے کی فصلوں کی پیدا وار بڑھنے کے لیے خرید لی تھی۔زیادہ داموں میں معمالا پنچائت تک گیا کیونکہ اکرام کے گنڈوں نے دھمکایا تھا وہ زمین نہ خریدے ورنہ اچھا نہیں ہو گا پر رفیق بیگ نے ایک نہ سنی اور معاملا سارا پنچائت تک لے آیا اور سب کا فیصلہ رفیق بیگ کے حق میں تھا۔ جس نے پہلے ہی یہ زمین کا بیانہ ادا کر دیا تھا۔پر اکرام کو اس زمین پر مل لگانی تھی ہر حال میں۔کیونکہ اس نے پیسہ کھایا تھا۔اسکے کے لئے جان مال سے زیادہ اہم ہو گئی تھی یہ بات۔۔۔ورنہ سارا پیسہ واپس کرنا پڑتا اور نقصان ہوتا الگ۔پنچائت سے تو چپ کر کے واپس آگیا تھا۔پر غصہ اور تذلیل برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

میں چھوڑوں گا نہیں تم کو رفیق۔خاندان ختم کر دوں گا میں تمہارا جتنی بے عزتی میری کی ہے تمہاری یہی سزا ہونی چاہیے۔

مہتاب کی فیکٹریوں کا کام اپنے اختتام پر تھا۔اور گاؤں کے لوگوں کا جوش اور

ولولہ اپنے عروج پر تھا۔ہر کوئی خوش تھا کے ان کی فصلوں کو اب بہترین داموں میں خرید جائے گا۔قرضے اتر جایئے گے ان کے سروں سے۔۔۔اور کوئی میلی آنکھ سے نہ دیکھے گا انکی بہن بیٹیوں کو۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

کہاں گئی تھی یوں اکیلے منہ اٹھا کر۔

کیا مطلب آپ کا؟میں جہاں بھی جاؤں آپ کون ہوتے ہیں پوچھنے والے اپنی اماں سے اجازت لے کر گئی تھی۔۔عاشی سے ملنے بچاری کی رخصتی ہے کل اور کوئی اس سے ہمدردی تک نہیں کررہا گاؤں میں۔مانا غلطی ہے اسکی پر اسکی سزا بھی تو مل گئی ہے اسے۔رو رو کے بُرا حال کیا ہے اسنے اپنا۔کمینہ وہ لڑکا اسکے باپ کے سامنے مکر گیا کے یہ خود ملنے آتی تھی میں نے کبھی نہیں کہا ملو اور ایسی لڑکیوں سے شادی نہیں کی جاتی۔تو اسکے ابو نے کروا دی اسکی شادی پینتالیس سے کم کا نہیں ہوگا دیکھا میں خود کو چالیس کا کہتا ہے ہونہہ۔شانی کی بولتی زبان پر کبھی بریک نہیں لگ سکتا تھا۔اور مہتاب ناگواری سے اسکی کتھا سن رہا تھا۔

تم کو بہت ہمدردی جاگ رہی ہے تو بتاتا چلوں وہ وہی لڑکا ہے۔جو اس دن سڑک پر تنگ کررہا تھا۔اور پتہ ہے اسنے تمہارے لئے رشتہ بھی بھیجا ہے ماں جی نے چھان بین کا کہا تھا شفی محمد کو اور ابھی تصویر دیکھ کر آرہا ہو پر تم کو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا کرو ہمدردیاں۔۔اور شادی بھی کر لینا۔۔

اللہ معاف کرئے باؤ صاحب میں کیوں شادی کرنے لگی اس لفنگے سے اور اسکی ہمت کیسے ہوئی ہے میرے گھر رشتہ بھیجنے کی۔

تمہاری دوست نہیں بیسٹ فرینڈ کہنا چاہئے اسنے پتہ دیا تمہارے گھر کا اسے۔

آسیہ نے۔۔؟مہتاب دانت پیسے ہوئے بولا۔

عاشی عرف عائشہ بی بی نے۔

کیا۔۔اسنے ایسا کیوں کیا؟

یہ تو میں نہیں بتا سکتا۔پر تمہاری شادی کسی اور سے نہیں ہوگی آج میں تم کو بتا رہا ہوں اور کل اماں کو بھی بتا دوں گا۔ سمجھی تم۔۔۔ شانی کو کچھ سمجھ نہ آئی کے باؤ صاحب کہنا کیا چاہتے ہیں۔

پر چاہتے کیا ہے آپ کو مجھ سے۔۔میں ایک بھی بات کا مطلب نہیں سمجھی کیوں فکر ہو رہی ہے آپ کو۔مہتاب چلتے چلتے روکا اور کھیتوں کے سائیڈ پر بنی پگڈنڈی پر بیٹھ گیا۔اور شانی روک کے اسے کے سامنے کھڑی ہو گئ۔

آپکو ہوا کیا ہے۔بنا ہاتھ پیر کے بات کیے جا رہے ہیں مجھے صحیح سے سمجھائے جلدی سے۔

بیوقوف ہو تم۔۔میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔بس اتنی سی بات ہے۔آئی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہاری سمجھ میں میری بات یا اور کسی طریقے سے سمجھاؤں میں کیوں پریشان ہوں اتنا تمہارے لیے۔

شانی نے حیران ہوتے ہوئے مہتاب کو دیکھا۔

آپ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔۔مجھ سے؟؟؟؟؟

ہاں۔۔کوئی شک ہے تمہیں۔۔؟

آپ یہ بولوگے نہ چوہدرائن سے انکار ہی سُننے کو ملے گا کوئی اپنی ملازمہ کی اولاد سے اپنی اونچے شملے کو داغ نہیں لگنے دیتا۔خیالوں سے باہر آجاؤ جی اور نہ میں کرنے والی ہوں آپ سے شادی۔

شادی تو تم سے ہوگی میری ہر حال میں یاد رکھنا اور اگر کوئی ہے بھی تمہارے ذہن میں تو اسے نکال دوں سمجھی۔مہتاب اسکے انکار سن کے ایک دم آگ بگولا ہو رہا تھا اور بازو کھینچ کے اسے تنبیہ کیا۔

چھوڑے مجھے آپ زبردستی ہاں نہیں کروا سکتے اپنے ساتھ ساتھ میری بھی بدنامی کروائیں گے۔

چھوڑوں گا تو اب مر کر ہی۔۔دعا کرو یا تو میں مر جاؤں یا اپنا دماغ اور دل بدلوں۔۔

میں آپکو ایک اچھا انسان سمجھتی تھی پر آپ ویسے ہی نکلے جیسے سب مرد ہوتے

ہیں۔جن کی تان شادی پر ہی ختم ہوتی ہے۔

تو کیا تم بنا شادی کے رشتہ بنانا چاہتی ہو۔تو مجھے وہ بھی منظور ہے پر کسی اور کا بھی سوچا نہ تو میرے سے برا کوئی نہ ہوگا۔اور آئندہ سے مغرب کے بعد گھر سے باہر نظر مت آنا۔شانی کو ایک دم سے رات ہونے کا خیال آیا۔پر باؤ جی سے یہ امید ہرگز نہ تھی اسے چوہدارئن حویلی میں گھسنے نہ دے اور انکے صاحب زادے شادی کی بات کرتے ہیں۔

شانی نے وہی سے دوڑ لگائی بنا پیچھے مڑے۔مہتاب نے لمبا سا سانس اندر کھنچا ایک عجیب سے بوجھل ہوتے دل کے ساتھ چل دیا۔اسنے کبھی نہیں سوچا تھا وہ اس طرح کی دھمکیاں بھی لگا سکتا ہے۔پر ایک تو شانی تھی بہت ڈھیٹ اوپر سے اس لڑکے کی حرکتوں سے دماغ کھول رہا تھا جس نے عاشی کی ویڈیوں بنا کے اسے بلیک میل کر رہا تھا۔سب شفی محمد نے راز داری سے بتایا۔کافی دنوں سے کسی بندے کو اسکے گھر کام پر لگا کے یہ انفارمیشن حاصل کی تھی۔

ماں جی آپ کہہ رہی تھی نہ میں اپنی پسند کی لڑکی آپ کو بتاؤ۔میں شانی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔

چوہدرائن ایک دم سے غصے میں آگئی اپنی اس بیٹے پر جس کو کبھی گرم ہوا بھی نہ لگنے دی تھی۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہو۔تمہارا دماغ تو ٹھکانے پر ہے۔جو یہ بات کر رہے ہو میں کبھی بھی اس بات کو نہیں مانوں گی۔ساری دنیا میں تم کو اور کوئی لڑکی نہیں ملی جو تم شانی جیسی بیوقوف سے شادی کرنا ہے۔۔جسے دنیا داری ذرا بھی نہیں آتی ہے۔

میں اگر شادی کروں گا تو صرف شانی سے ورنہ کبھی شادی نہیں کروں گا اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے سن لے آپ بھی۔۔

تم مجھے دھمکی دے رہے ہو اب مجھے یہ دن بھی دیکھنا ہوگے کیا؟میں ہرگز اس میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں۔

یہ لیجیے سارے پیپرز میں سب تصدیق کروا کے لایا ہو اگر اب بھی آپکو کوئی مثلا ہے تو بتائیں۔مہتاب نے ایک نیلے رنگ کی فائل ماں کے آگے بڑھائی جسے نا سمجھی میں چوہدرائن نے تھام لیا۔۔کیا ہے اس میں۔۔

کھول کر دیکھیں اسکے بعد اگر آپکو یہ رشتہ نا منظور ہے تو میں سب اسے بتا دوں گا۔۔کم سے کم وہ اپنی اصلیت سے واقف تو ہو۔

چوہدرائن نے فائل میں موجود پیپرز کو پڑھنا شروع کیا تو انکے رنگ اُڑ گئے۔۔

یہ۔۔یہ کہاں سے لی ہے تم نے اور میں کیسے مان لوں یہ سچ ہے۔

ماں جی شفی محمد سے میں سب معلوم کرلیا ہے اتنا تو اعتماد کا بندہ ہے نہ جو

سب کچھ جانتا ہوگا۔

میں کیا کہوں تم کو مہتاب پُتر بہت غلط کررہے یوں اسکی زندگی کے ساتھ بھی اور اپنی زندگی کے ساتھ بھی میں اپنا خاندان ختم نہیں کرنا چاہتی ہوں اسکی وجہ سے۔۔۔۔

ماں جی جب آپ نے یہ کیا تھا تو تب مجبوری رہی ہوگی پر میں اب اس قابل ہوں کے سب کچھ سنبھال سکتا ہوں۔

میں کبھی شانی کی دشمن نہ رہی تھی بس اسکی حفاظت کرنا چاہی تھی میرا اور کوئی مقصد نہ تھا۔چوہدرائن نے اپنے پلوں منہ پر رکھ کر روناشروع کردیا۔۔ مہتاب جلدی سے ماں کے پاس آیا اور گلے لگا لیا۔

ماں جی میں جانتا ہو آپ کسی کا برا نہیں سوچ سکتی ہیں۔نہ کسی کے ساتھ بُرا ہوتے دیکھ سکتی ہیں آپ پلیز چپ ہو جایئے۔

مہتاب اور چوہدرائن،چھوٹی بہن مریم اور شازیب مل کے رشیدہ اماں کے گھر شانی کا رشتہ لینے گئے تھے۔سب راضی خوشی طہ پایا۔پر شانی اس دن والی ناراضی قائم رکھے ہوئے تھی۔جو سیدھے بُلانے کو رواں دار نہ تھی پر چوہدرائن اور مریم باجی کے پہلی دفع گھر آنے پر پُھولے نہ سما رہی تھی۔اسے لیے یہی احساس کافی تھا کے اماں کی طرح چوہدرائن اسے بھی چاہے گی۔اور وہ حویلی

جائے گی۔پر جس کے نام سے اس حویلی میں جائے گی اسی سے خفا تھی۔

رشیدہ اماں نے کہا شانی چائے بہت اچھی بناتی ہے۔تو سب نے فرمائش کے وہ شانی کے ہاتھ کی بنی چائے پیئیں گے پر مہتاب کا کہنا تھا نہیں وہ چائے نہیں پیتا۔سب سے پہلے شازیب کا منہ کھُولا۔

کیا کہہ رہے ہو۔۔؟میرے کان یہ کیا سن رہے ہیں ماں جی کہیں میری سماتوں سے جو بات ٹکرائی ہے یہ سچ ہے کے وہم ہے میرا۔۔۔

بکو مت۔ہر جگہ تمہارا مسخرا پن شروع ہو جاتا ہے مریم سمجھاتی نہیں ہو اپنے میاں کو۔۔۔

بھائی آپکے دوست ہیں خود ہی سمجھا لے میری کہاں سنتے ہیں۔

بیگم صاحبہ یہ سراسر ناانصافی ہم آپکے غلام ہے جو آپ حکم کرتی ہیں بجا لاتے ہیں۔سب ہنسی خوشی چل رہا تھا۔۔اتنے میں شانی چائے بنا لائی۔مہتاب نے شانی کا موڈ دیکھتے ہوئے چائے پینے سے انکار کردیا تھا۔۔کیا پتہ اب کے زہر ہی ملا کر لے آئی ہو۔۔پر شانی نے کپ مہتاب کی طرف بڑھایا تو آنکھوں سے دھمکایا۔مہتاب کی ہنسی چھوٹتے چھوٹتے رہ گئی۔اور کپ تھام لیا۔مہتاب کو پورا یقین تھا کہ چائے دینی والی کے تیور کچھ اچھے نہیں ہے پھر بھی مجبوراً زہر مار کے پینے لگا۔پر آج چائے میں نمک کا نہیں گرم مصالے کا تڑکا لگایا گیا تھا۔

سب نے اپنے اپنے کپ سے چائے پیتے ہوئے شانی کی تعریف کر رہے تھے

اور مہتاب کی جان پر بنی ہوئی تھی کہ اگر چائے پینے سے انکار کیا تو کہی شانی رشتے سے ہی انکار نہ کردے۔۔اس لئے مجبورا چائے کم زہر کے گھونٹ حلق سے نیچے اتارہ کے اچھو لگ گیا اور واش روم کی طرف بھاگا۔سب ایک دم سے پریشان ہوگئے۔۔

اسے کیا ہوا ہے؟ شازیب نے پوچھا۔

شانی پیچھے گئی تو اسکو بُری طرح کھانستا اور الٹی کرتے دیکھا تو رنگ فق ہوگیا۔ اور اپنی اس حرکت پر پچھتائی۔

تمہارے ہاں گھر آئے مہمانوں کی یوں خاطر داری کی جاتی ہے دوسری دفعہ ہوا ہے میرے ساتھ اور سوچ لو گن گن کے بدلے لوں گا۔شانی کو کبھی کسی نے دھمکی نہیں لگائی تھی نہ اونچی آواز میں بات کی تھی اسکے لئے یہ سچویشن نیو تھی پر وہ اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے پانی کا گلاس آگے کو بڑھایا۔

پانی پی لیں اور اگر میرے ساتھ کچھ بھی الٹا سیدھا کرنے کی کوشش کی تو اس سے بھی برا ہوگا اور میں بدلہ چکتا کرتی ہو اُدھار کسی کا نہیں رکھتی۔۔ مریم پیچھے سے آگئی۔

اووو ہو۔۔یہ ملنے کا بہانا تھا کیا؟ہم سے کہتے بھائی ہم آپ کے لئے بہترین جگہ ڈھونڈتے جہاں کوئی ڈسٹرب نہ کرے آپ دونوں کو۔۔

چھوٹی تم باز آجاؤ شازیب کی دوسری کاپی بنتی جارہی ہو۔۔دونوں ہنستے ہوئے

بیٹھک کی طرف روانہ ہوئے۔شانی نے آنکھیں نکال کے اور منہ بھگاڑ کے مہتاب کو دیکھا۔اور مہتاب ہنسے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

بہت سوچ سمجھ کر تم کوئی اُمیدرکھنا۔۔

محبت بھی آتی ہے مگر میں آج کل فریبی ہوں۔۔

تیمور نے شعر پڑھا اور ایک آنکھ بند کرکے بانو کو اشارہ کیا جس پر بانو کا خون کھول اُٹھا۔

کیا بدتمیزی ہے یہ۔۔؟

ہم نے کیا گُستاخی کردی محترمہ آپکی شان میں۔ہم تو محفل لوٹنے کے چکر میں ہیں۔آپ کو داد دینی چاہیئے ہمیں اس خوبصورت سے شعر پر۔۔

خوبصورت لگ ہی نہ جائے کسی کو۔۔ہونہہ۔۔

یہ کیا یار تم لوگ جب بھی آمنے سامنے آتے ہو تو جنگ کا علان کیوں کرتے پھیرتے ہو ختم بھی کرو یہ لڑائی ہماری شادی کو دو سال ہوگئے ہے پر تم دونوں کا جھگڑا ابھی بھی قائم ہے۔

میں جھگڑ رہا ہوں یا یہ محترمہ۔۔۔تیمور نے بانو کی طرف اشارہ کیا۔

میں کب جھگڑ رہی میں تمہاری حرکت پر غصہ ہوں وہ تم نے جو۔۔۔بانو ایک

دم سے چپ ہو گئی۔۔وہ کیسے بتائے تیمور کی اس حرکت کے بارے میں۔۔وہ سب ایک ساتھ بیٹھ شعروشعاری اور ادھر اُدھر کی باتوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔کافی عرصے بعد سب شانزہ کے عقیقے پر حویلی کی تقریب میں شامل ہوئے تھے۔بانو ضویا کی چچاذاد بہن تھی اور انکی بچپن سے کافی دوستی تھی۔آج حویلی میں سب کزن ایک ساتھ اکھٹا ہوئے تھے۔اور تیمور اپنے شوق انداز میں ساری محفل کی جان بنا ہوا تھا۔اور شانزہ کو گود میں اٹھائے گھوم رہا تھا۔

اوئے مانی یار دیکھ تمہارا میری چھوٹی سی جان سے رشتہ بھی پکا ہو گیا اور اِدھر میرے بارے میں کسی کو پروا ہی نہیں کے لڑکے کی عمر شادی کی ہو گئی ہے۔کسے گھر والے ہیں میرے۔مانی کو خاک سمجھ آنی تھی تیمور کی پر بار بار وہ اس معصوم سی گڑیا کو پیار کیے جا رہا تھا اور سب کو ایسے خوشی خوشی بتا رہا تھا کے دنیا کی سب سے خاص خوشی مل گئی ہو۔

چاچو یہ میری گڑیا ہے بھوا نے کہا ہے یہ مانی کی ہوئی اب میں اسکو سکول ساتھ لے کر بھی جاؤں گا۔

پر یار یہ تو بہت چھوٹی ہے سکول تو نہیں جا پائے گی۔تم ایسا کرنا جب بڑی ہو جائے تو تب اسکو پڑھا دینا ابھی اسے ہمارے پاس رہنے دو۔۔اور پہلے مانی اور پھر شانزہ کو پیار کیا۔ہال میں سب اپنی اپنی باتوں میں مصروف ہو گئے تھے۔۔ تیمور کی نظر بار بار بانو پر جا کے ٹھہرتی جو کافی دیر سے اسکی اس حرکت کو

محصوص کرتے ہوئے چڑ رہی تھی۔۔تیمور کو اسکا چڑنا مزہ دے رہا تھا۔بے جی نے بانو کو اپنے پاس بُلایا اور سب کے لئے چائے بنانے کو کہا تو وہ کچن کی طرف گئی اسی وقت تیمور نے سب کو دیکھا کوئی اسے دیکھ تو نہیں رہا اور شانزہ کو اُٹھائے کچن کی طرف ہو لیا۔

اہم۔۔۔کیا ایک گلاس پانی مل سکتا ہے۔۔بانو نے گھور کے دیکھا تو تیمور نے پھٹ سے آنکھ ماری۔

ایسے اتنے پیار سے کیوں دیکھ رہی ہو کیا اتنا خوبصورت لگ رہا ہوں۔۔۔؟؟

بہت فضول بولتے ہیں آپ اور حرکتیں ایسی ہیں کے کسی کو بتائی بھی نہیں جا سکتی۔

اہ ہو مسئلہ یہ ہے کے میری حرکتوں کے بارے میں آپ کسی کو نہیں بتا سکتی ہے اس لیے چھپ رہی ہیں ہم سے۔

آپ یہاں سے جائیں کوئی آجائے گا اور کتنی بدنامی ہوگی سو الگ۔

بدنام نہ ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا شانزہ گڑیا۔بتاؤ اپنی ہونے والی چچی کو۔۔

استغفار اللہ۔کیا سیکھا رہے ہیں بچی کو۔تسی تے واقعی بہت لوفر سے بندے ہو۔ قسم سے میں آپ سے شادی تو کبھی نہیں کرنی۔

دیکھو لڑکی مجھے بھی اگر شادی کرنی ہے۔تو تم سے ہی کرنی ہے ورنہ ایسے ہی

مر جانا ہے۔پھر روتی رہنا کے ایک تھا کوئی پاگل تمہارے لئے۔۔۔

کچھ بھی بول دیتے ہیں آپ شرم ہی کر لیا کرو کچھ۔

وہ کیا ہے نہ جب سے آپ سے ملاقات ہوئی ہے۔شرم تو ہم سے شرماں سی گئی ہے۔

شرم ہوتی تو شرماتی نا۔دونوں نے ایک دم سے پیچھے مڑکر دیکھا۔تو ابراہیم کو کھڑا پایا۔تیمور بالکل ریلیکس تھا پر بانو وہاں سے بھاگ نکلی۔۔

یار شرم تو نہیں آتی میرے سسرال میں میری ہی سالی صاحبہ سے چکر چلائے جا رہے ہیں۔

یار چکر تو مت بول یہ تو محبت ہے عشق ہے تم کیا سمجھو زن مرید۔ابراہیم نے ایک گھوسا جڑا تیمور کو۔

اور تو کون سے پیرو مرشد کی مریدگی اختیار کررہا تھا بدتمیز انسان۔دونوں کا جناتی قہقہہ بلند ہوا۔جس پر شانزہ نے ڈر کے رونا شروع کر دیا تو ابراہیم نے بڑے پیار سے تیمور کے ہاتھوں سے شانزہ کو اپنی گود میں لیا۔

میری پالے سے بچے کو چاچو نے رولا دیا اوے میرا بچہ چپ چپ بابا ہے نہ۔اور پیار کیا۔

واہ بچی کو ابھی سے بدظن کر مجھ سے پہلے ہی اتنی مشکل سے دوستی ہوئی ہے

ہماری۔۔اور شانزہ اپنے بابا کی گود میں آتے ہی چپ ہو گئی۔

بڑی کوئی بدید اولاد ہے بالکل اپنے باپ پر گئی ہے۔ابراہیم نے پھر سے قہقہ لگایا پر اس دفعہ ذرا دھیمے سے۔

یار میں بات کروں گا بابا سے اور چچا،چچی سے تمہارے رشتے کے لئے اور وہ خود ہی آگے بات کر لے گے تو اپنے کام کی طرف سے کچھ سنجیدہ ہو جا۔

اگر کام میں سنجیدہ ہونے سے یہ رشتہ پکا ہو سکتا ہے تو سمجھو میں نے کل سے آفس جوائن کر لیا ہے تم لوگوں کے ساتھ۔

یہ ہوئی نہ بات بس پھر اگلے مہینے لازمی بات کروں گا۔

اگلے مہینے کیوں ابھی کیوں نہیں۔

او جلدباز انسان ہم کیا کہیں گے۔ہمارے نکمے نکھٹوں بیٹے کو اپنی بیٹی کے لئے پسند کرلیں بعد میں اگر اسکا دل کیا تو کام بھی کرلے گا ہے کہ نہیں۔

ہائے مطلب واقعی آفس جوائن کرنا پڑے گا۔اتنے میں ضویا کچن میں داخل ہوئی تو ان دونوں کو دیکھ کے ایک منٹ کے لئے روکی اور شکی نظروں سے دونوں کو دیکھا۔

کونسی پلیننگ چل رہی ہے یہاں آپ لوگ جب بھی ایک ساتھ ہوتے ہیں اگلا لمحہ خیریت کا نہیں ہوتا۔

استغفار اللہ۔۔بھابھی کیسی باتیں کر رہی ہیں۔آپ تو میں کل سے آفس جوائن کرنے کی بات کر رہا تھا بے شک پوچھ لے اپنے مجازی خدا سے۔

رہنے دو یار عورتوں کو شک کرنے کے علاوہ آتا ہی کیا ہے۔۔

یار تم تو دو سال میں کافی دکھی ہو گئے ہو۔

توبہ یا اللہ میں کیوں ہونے لگا دکھی میں تو اپنی ضویا کے ساتھ بہت خوش ہوں اور مرتے دم تک خوش ہی رہوں گا۔

آمین۔تیمور نے دل سے کہا۔

اسی وقت بانو گھبرائی ہوئی اندر آئی رنگ اُڑے ہوئے تھے اور ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے۔سب نے پریشانی سے اسکی طرف دیکھا ضویا جلدی سے اسکے پاس گئی بس گرنے والی ہو جیسے۔کیا ہوا بانو۔۔رنگ کیوں پھیکا پڑ رہا ہے تمہارا؟ تیمور نے فکر مندی سے پوچھا۔

وہ فون آیا ہے ابھی۔۔وہ انہوں نے چچا جان کی گاڑی پر فائر کروائے ہیں جس سے چچا جان نہیں رہے۔۔تیمور اور ابراہیم نے ایک دوسرے کو دیکھا اور ایک ساتھ بولے۔

کونسے چچا جان؟اور تیمور کی طرف دیکھ کر بولی۔

آپ کے ابو جی۔۔تیمور نے باہر کی طرف دوڑ لگائی۔ابراہیم نے شانزہ کو ضویا

کے ہاتھوں میں احتیاط سے دیا اور تیمور کے پیچھے باہر کو بھاگا۔جہاں اکبر رحمان پہلے سے ہی گاڑی سٹارٹ کر رہے تھے۔

کس ہسپتال میں ہے بھائی جی؟؟؟

آؤں بیٹھو گاڑی میں۔۔۔

مہتاب اور شانی کی شادی کی رسومات میں پورا گاؤں مدوع تھا۔خوشیوں اور دعاؤں میں رخصتی ہوئی تو شانی کا رو رو کے بُرا حال تھا۔ایک تو اماں اکیلی رہ جائے گی اور گاؤں میں ماسٹرانی بننے کا خواب بھی ابھی پورا نہیں ہوا تھا جو شادی کردی اماں نے۔شانی نے کہا بھی ایک دو سال تک شادی نہیں کرائے گی۔پر مہتاب نے کہا وہ اسی ہفتے شادی کرے گا نہ ایک دن کم نہ ایک دن زیادہ۔

پُتر جی ہزار کام ہوتے ہے لڑکی والوں کے لینا دینا سب کچھ تھوڑا تو وقت دو نہ۔

نہیں اماں میں جتنا وقت دوں گا آپ نے اتنی ہی تیاریوں میں لگ جانا ہے آپ بس دو بول پڑھا دے اور بس اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔مجھے کسی بھی چیز کی ضرورت نہیں اگر شانی کو کچھ چاہیے ہو تو میں حاضر ہوں۔شانی دروازے کے پیچھے چھپی سب سن رہی تھی۔مہتاب سب جانتا تھا۔

اماں آپ پوچھ لیں اگر شانی نے شہر سے کچھ بھی منگوانا ہو تو بتا دے میں کل شہر جا رہا ہو وہ سب لیتا آؤں گا۔شانی کو مہتاب کی باتیں دل کو تو لگی تھی پر اتنا احسان نہیں لینا چاہتی تھی۔

اماں مجھے کچھ نہیں منگوانا ہر چیز ہے میرے پاس اور کچھ لینا ہوگا تو میں اور آپ لے آئیں گے۔

ہر طرح کی تیاری حویلی میں ہونا طہ پائی تھی۔مہتاب نے شازیب کے گھر والوں کو پرسنلی جا کے انوائٹ کیا۔سب حیران تھے کہا شادی نہیں کرنے کی رٹ لگانے والا مہتاب کہاں ہفتے میں دولہن لانے کو بےتاب تھا۔۔۔

مہتاب نے اپنی پسند کا لہنگا مریم کے ساتھ جا کر خریدہ اسکے علاوہ اور بہت ساری شاپنگ کی۔۔۔ہر کام اللہ کے کرم سے خوش اصلوبی سے ہو گیا تھا۔وہ دن بھی آگیا جب شانی مہتاب کے نام سے اس کے گھر میں موجود تھی۔ مہتاب نے سارے گھر کو پھولوں اور چراغوں سے سجایا تھا۔

یار اب یہ چراغ کیوں۔۔؟لائٹنگ کی تو ہے۔شازیب نے کہا۔

میں شانی کا ہر خواب سچ کرنا چاہتا ہوں۔۔یہ اس دن اسنے کالج میں شانی کے منہ سے سنا تھا۔شانی نے جب حویلی میں قدم رکھا تو ایسا لگا کے وہی خواب دیکھ رہی ہو۔دل میں یہی تھا کہی آنکھ نہ کھول جائے۔

یہ سب خواب نہ ہو حقیقت ہو اللہ جی۔شانی دل پر ہاتھ راکھ کر کہا۔۔۔

جبھی مہتاب کی آواز کان کے بالکل پاس سے آئی۔

یہ خواب نہیں ہے حقیقت ہے کیا اس حقیقت میں ساری عمر کو میرے ساتھ دو گی شانی میں ہر ممکن کوشش کروں گا تمہارے ہر خواب کو تعبیر کا رنگ دوں۔شانی دھیرے سے مسکرا دی اور سر کو اثبات میں ہلا دیا۔۔

ابراہیم، تیمور اور اکبر جب ہسپتال پہنچے تو سامنے رفیق بیگ کی ڈیڈ باڈی تھی۔۔ ایک دم سے تیمور کو لگا اسکے سر سے چھت ہی چھین گئی ہو وقت ایک پل میں بدل جاتا ہے اسکا اندازہ نہیں تھا۔۔وہ باپ جس نے کبھی گرم ہوا تک نہ لگنے دی دنیا کی وہ سائیاں چھین لیا گیا تھا کس نے کچھ اندازہ نہ تھا۔۔

پولیس کا کہنا تھا ان کی اطلاع کے مطابق رفیق بیگ کی گاڑی پر فائیر ہوئے تھے جو کے ان کے قریبی دشمن کا کام تھا۔۔ابراہیم کو کچھ دن پہلے ہونے والی پنچائت میں زمین کے ایک ٹکرے پر کی جانے والی بحث یاد آئی جو کے اکرام جٹ کے خلاف رفیق بیگ نے پنچائت بیٹھائی تھی۔۔تب تو اکرام نے بہت آرام سے سر جُھکا لیا تھا اس فیصلے کو اس کے علاوہ کوئی واقعہ یا دشمن یاد نہ آیا جو ایسی حرکت کر سکتا۔۔اور پولیس کو اکرام جٹ کا نام دیا اب کاروائی اکرام جٹ کے خلاف کرنا تھی۔۔

رفیق بیگ کی میت کو گھر لایا گیا تو اس گھر میں جہاں کچھ دیر پہلے خوشیوں کا

سماں تھا اب ہر طرف غم کے بادل چھائے ہوئے تھے۔۔ابراہیم نے تدفین کے انتظامات اپنے سر لئے امتیاز بیگ ایک دم سے بُرھے ہو گئے ہو کسی ان کا کندا ہی کاٹ کر پھینک دیا ہو جیسے۔۔۔

ابراہیم نے اپنے حواسوں پر قابوپاتے ہوئے ہر زمیداری خود سنبھالی۔۔تو ایک دم سے احسان کا خیال آیا ان سب میں وہی دیکھائی نہ دیا۔۔ابراہیم نے ضویا سے احسان کے متلق پوچھا تو اس کے پاس بھی کوئی جواب نہ تھا۔۔سب ایک دم پھر سے الرٹ ہو گئے احسان کے نام سے شور مچ گیا وہ گھر پر نہیں ہے پہلے ہی ایک خبر سے سب کے حواس سلیب ہوئے تھے اس پر احسان کی گمشدگی کی خبر حواسوں پر ہتھوڑے کے مانند پری۔۔۔

واحد ملازموں میں راشی نے دیکھا تھا وہ رفیق بیگ کے ہمرا گیا تھا۔۔اس خبر پر پولیس میں مسنگ رپورٹ کروائی گئی۔۔

نعیمہ چچی کے لئے ایک صدمہ کم تھا جو ایک اور جوان بیٹے کی گمشدگی کی خبر سن کر دنیا آخرت سے بیگانہ ہو کر بستر کی ہو کر رہ گئی۔۔۔

میں چھوڑوں گا نہیں اکرام جٹ کے سارے خاندان کو میرے گھر تباہ کر دیا اسکی بے مطلب کی دشمنی نے۔۔اتنا ہی تھا اس زمین پر اسکا حق تو عدالت جاتا انسانیت سے کیوں گرگیا۔۔

میرے ابو جی کا کیا قصور تھا میرا بھائی اسے تو کوئی دنیا کی سمجھ بھی نہیں ہے صرف سولہ سال کا ہے ابھی۔۔ابراہیم کے لئے سب سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔۔

کچھ دیر کی کاروائی کے بعد پولیس والوں کو احسان مل گیا پر اسکے ساتھ اتنی مارپیٹ کی گئی تھی کے اسے ہسپتال داخل کروانا پڑا۔۔رفیق بیگ کو سپردِ خاک کرنے کے بعد سب گھر آئے تو تیمور نے نامحسوس انداز سے نظرے سے بچا کے بلیک مارکٹ سے پستول گولیا اور رافل خریدہ جس کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی اور دن چڑے اکرام جٹ کے ڈیڑے پر چند کنڈوں کے ساتھ مل کر حملہ کر دیا۔۔اکرام جٹ تو ملک سے فرارا ہو چکا تھا اپنی سیاسی پاٹیوں کی مدد سے پر اسکا ایک بیٹا اور پوتا مارا گئے فائرسے۔۔۔گولیوں کی بارش دونوں طرف سے ہو رہی تھی۔۔

پولیس والوں کو خبر ملی تو انہوں نے ابراہیم کو آگا کیا۔جس نے بنا کچھ دیکھے اکرام جٹ کے ڈیڑے کی روانہ ہوا۔۔وہا ں ہر طرف سے گولیوں کی آوازئیں آرہی تھی۔۔ابراہیم نے اپنی ساری جان لگا کے تیمور کو آواز لگائی۔۔پر تیمور اپنے حواسوں میں ہوتا تو جواب دیتا بدلے کی آگ ایسی آگ ہوتی ہے جو خاندان کے خاندا لے کر ڈوبتی ہے کچھ یہاں بھی ایسا ہوا پولیس کے بر وقت پہنچنے سے ماحول پر قابو تو ڈالا گیا پر جانی نقصان بہت زیادہ ہوا۔۔سب قابوں میں تھا تیمور کو ہتھ کریاں لگی پولیس وین میں بیٹھا یا جا رہا تھا اچانک سے ایک گوی ابراہیم کے سینے پر لگی بالکل دل کے اوپر۔۔مارنے والا پہلے انتہائی زخمی تھا

پر اپنا بدلہ لینا نہیں بھولا۔۔وہ اکرام جٹ کا بڑا بیٹا نواز جٹ تھا جسے اپنے باپ کی خبر تو سب تھی کیا کرتا پھیرتا ہے پر اس میں کوئی انٹرفیر نہ کیا۔۔کبھی کبھی آپ ظالم کو نہ روکنے کی وجہ سے اس ظلم کا خود شکار ہو جاتے ہےنواز کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔۔تیمور نے نواز کی آنکھوں کے سامنے ان کے بیٹے پر فائیر کیا تھا۔۔جسے وہ برداشت نہ کر سکا اور جان ہار گیا تھا۔خود کو بھی گولیاں لگی تھی پر پھر بھی بدلہ لیا کسی اور کے گھر کا چراغ مٹا کر۔۔ظلم اور بدلہ کسی کا گھر نہیں دیکھتا اگر وقت پر نہ روکا جائے تو تباہی مقدر بن جاتی ہے۔۔

ابراہیم کو جن آنکھوں سے عشق ہوا تھا۔۔جن میں کبھی آنسوں نہ آنے کا وعدہ کیا تھا ان آنکھوں میں سوایئے قرب کے کچھ نہ بچا تھا۔۔ضویا بنا پلکے چھپکائے اپنے سامنے ابراہیم کا بے جان پڑا وجود دیکھ رہی تھی کبھی ایسے بھی دنیا اجڑتی ہے کسی کی ایک پل میں سب تباہ ہو چکا تھا۔۔اسکا گھر اسکی زندگی کچھ باقی ہی نہ بچا تھا۔۔بے جی نے آگے بڑھ کر ضویا کو اپنے سینے میں چھُپا لیا۔۔اور پھوٹ پھوٹ کے رو دی انکی اکلوتی پوتی کی زندگی اُجڑ چکی تھی جو ستے میں کچھ بول ہی نہیں پا رہی تھی۔۔۔ابراہیم کا جنازہ جب اُٹھایا گیا تو ایک دم سے ضویا کو لگا وہ اب اس وجود کو ساری زندگی نہیں دیکھ پائے گی سب اتنی جلدی چھین جائے گا اسکو پتہ بھی نہ چلا اور سب کے بیچ جا کے ضویا نے

چارپائی کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔

کوئی کہی نہیں لے کر جائے گا ان کو میں کسی کو اجازت نہیں دوگی ان کو لے جانے کی۔۔یہ ایسے کیسے جا سکتے ہیں بے جی انہوں نے تو وعدہ کیا تھا ساری زندگی ساتھ نبھانے کا پھر کیسے مجھے بے سہارا چھوڑ کے جا سکتے ہیں کیا انکو اپنی بیٹی کا بھی خیال نہیں آیا۔۔جو بنا بتائے ہی چلے گئے بے جی ان سے کہے نہ اُٹھ جائے دیکھے میں نے بھی تو ان کے ساتھ مزاق کیا تھا۔۔یہ اسکا ہی بدلہ لے رہے ہیں میں جانتی ہوں یہ ابھی اُٹھ جائے گے۔۔بے جی کی اپنی حالت غیر ہو رہی تھی اپنی جویا کا یہ حال دیکھ کر کوئی محبت کی داستان اتنی مختصر بھی ہو سکتی ہے سارا گاؤں اشک بار تھا۔ہر ایک کی آنکھ میں آنسوں تھے۔امتیاز بیگ کا ایک کے بعد ایک کل آساسا ہی چھن گیا ہو بھائی کی موت دیکھی اس پر جوان بیٹے کو بے جان دیکھ کے دھڑکنوں نے ساتھ دینا ہی چھوڑدیا کوئی امید نہ باقی رہی اور دل میں درد اُٹھا اور ہسپتال لے جایا گیا۔۔بے جی بہت مشکل سے ضویا کو سنبھالا۔۔اور ابراہیم کی آخری سب رسومات اکبر رحمان نے کروائی۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

کدی آ مل سانول یار وے

میرے لوں لوں چیخ پُکار وے

میری جندڑی ہوئی اُداس وے

میرا سانول آس نہ پاس وے

مجھے ملے نہ چار کہاں وے

کدی آمل سانول یار وے

تجھ ہرجائی کی بانہوں میں

اور پیار پریت کی راہوں میں

میں تو بیٹھی سب کچھ ہار وے

کدی آ مل سانول یار وے

ضویا نے دنیا اور دنیا والوں سے منہ ہی پھیر لیا تھا۔جب سے ابراہیم کی وفات ہوئی تھی اپنے آپکو ایک کمرے میں بند کیے رکھتی تھی۔بے جی زبردستی کھانا کھلا دیتی تو کھا لیتی ورنہ ہر وقت شانزہ کو ہاتھوں میں لیے بیٹھی رہتی کسی قیمتی متاع کی طرح کبھی بیٹھے بیٹھے رونے لگ جاتی۔کبھی گم سم سی کھوئی رہتی۔اکبر نے ہر ممکن کوشش کرلی کے وہ کمرے سے باہر آئے کچھ غم ہلکا ہو پر وہ تو بس ایک ہی بات دہراتی۔

ویر جی وہ اتنے دور کیوں چلے گئے۔مجھے اکیلا چھوڑکر کیا انکو میری یاد نا آتی ہو گی۔وہ تو کہتے تھے میرے بغیر نہ رہیں گے۔اب کیسے ہمارے بغیر رہ رہے

ہونگے۔۔ اکبر کی آنکھیں بھر آئی پر وہ کیا جواب دے جانے والے کبھی لوٹ کر نہیں آتے ہمیں ہی ان کے پاس جانا پڑتا ہے۔

ضویا تو تے میرے بہت سمجھدار بہن ہے نہ چھوڑدے یہ جوگ کچھ نہیں ملنا اپنی بچی کی طرف دیکھ اسکے لئے جینا ہے تم کو۔۔

ویر جی اسکے لئے ہی تو جی رہی ہو ورنہ میں تو ابراہیم کے ساتھ ہی مر گئی ہوتی۔میں تو حیران ہو اب تک سانس کیسے لے رہی ہوں یا مجھے ان سے اتنی محبت ہی نہ تھی جو انکے ساتھ ہی مر گئی ہوتی۔اکبر نے تڑپ کے اپنی چھوٹی سی بہن کو گلے سے لگا لیا اور دونوں کتنی دیر تک روتے رہے۔بے جی کمرے میں جب بھی آئی تو دونوں بہن بھائی رو رہے تھے۔۔بے جی نے ضویا کے سامنے اپنی ساری طاقت جمع کر کے مسکرا کے سامنے آتی تھی۔

اکبر بس کر پہلے ہی جویا نے اپنا حال بگاڑ رکھا ہے اوپر سے تو اور رولا رہا ہے اسکی ہمت بن پر نہیں اسکے ساتھ مل کے رونے لگ جاتا ہے۔

ماں جی میں تو کبھی کچھ نہیں مانگا تھا رب سے صرف اسکے اچھے نصیب ہی تو مانگے تھے وہ بھی نہ دیئے اسنے۔

نہ اکبر پُتر ایسی باتیں نہیں کرتے وہ سوہنا ناراض ہو جاتا ہے۔وہ تو اپنے پسندیدہ بندوں کو مشکل میں ڈالتا ہے کے وہ اسکے قریب سے قریب تر ہو جائے۔جب ہم خوش ہوتے ہیں تم اس وقت کیوں نہیں کہتے کہ اسنے ہمیں خوشیاں عطا

کی ہے۔دکھ پر شکوے کرنے لگ جاتے ہیں۔آزمائش دیتا ہے پر برداشت سے زیادہ نہیں ہر حال میں شکر گزار ہونا چاہیے اگر اچھا وقت نہیں رہتا تو بُرا بھی کب ٹھہرتا ہے۔ہر حال میں شکر ادا کرتے رہوں پھر دیکھوں کیسے دنیا اور آخرت میں نوازتا ہے۔

اور اسکی امانت تھی لے گیا۔۔ہم کون ہوتے ہے اچھا بُرا سوچنے والے وہ ہم سے بہتر سوچنے والا ہے۔

شانی آئی۔سی۔یو میں تھی۔زیادہ خطرے کی بات نہ تھی گولی بازوں پر لگی تھی۔مارنے والا یا تو کچا کھلاڑی تھا یا صرف ڈرانا چاہتا تھا۔

کچھ گھنٹوں کے بعد شانی کو ہوش آیا تو درد سے چلا اُٹھی۔سب لوگ ہسپتال کے کوڑیڈور میں موجود تھے۔ڈاکٹر نے ملنے کی اجازت دی تو اماں رشیدہ سے رہا نہ گیا۔۔اور شانی کے پاس پہنچی۔۔

شانی جلدی صحیح ہو جا میرے بچے میں تجھے اس حال میں نہیں دیکھ سکتی۔

اماں کچھ نہیں ہوا دیکھو بھلی چنگی ہوں میں اور ڈاکٹر نے بھی کہا ہے جلدی سے بھاگنے دوڑنے لگ جانا ہے پریشان مت ہو۔اور نظریں کسی کی تلاش میں دوڑائی۔شازیب نے شانی کی نظر میں بے چینی دیکھی تو سمجھ گیا۔

اپنے میاں صاحب کو ڈھونڈ رہی ہو تو وہ نہیں ملنے والے کیونکہ وہ شکرانے

کے نفل ادا کر رہا ہے۔بہت زیادہ پریشان ہو گیا تھا۔

شانی نے خفت سے بات بدلتے ہوئے پوچھا۔

کچھ پتہ ہے کن لوگوں نے گولی چلائی۔

بھابھی جی آپ فکر مت ہی کرو آپ کے میاں جی پتہ کروا لیں گے۔مہتاب کمرے میں آیا جو کے شانی کی اس حالت کا خود کو ذمے دار مان رہا تھا۔

یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔مجھے دھمکی بھری کالز آتی تھیں پر میں نے ان پر کان نہیں دھرا اور خدا نخواستہ کچھ ہو جاتا تو کیا منہ دیکھاتا اماں کو۔

نا باؤ جی کیسی بات کرتے ہو آپ اس میں بھلا آپ کا کیا قصور آپ نے تو ایسا نہیں چاہا تھا۔

اور جو زخم قسمت میں لکھے ہو وہ مل کر ہی رہتے ہیں۔

مہتاب نے شانی کے خیال رکھنے میں کو کسر نہ اُٹھائی رکھی ہر کام اسکے کرتا تھا۔

شانی کتنا تنگ کرتی ہو کھانا کھاتے ہوئے شاباش جلدی سے منہ کھولوں۔

باؤ جی میں اور نہیں کھا سکتی۔قسم سے اگر مجھے بھوک لگے گی تو میں آپ کو بتا دوں گی۔آپ پریشان مت ہوں۔پہلے ہی میرا ہر کام آپ خود کر رہے ہیں

مجھے بہت عجیب لگتا ہے۔

بیگم صاحبہ اب تو آپکی خدمتیں ساری زندگی کرنی ہیں اس میں عجیب لگنے والی کیا بات ہے۔اگر میرے ساتھ یہ حادثہ ہوتا تو کیا تم یہ سب نہ کرتی۔

اللہ نہ کرئے۔۔میں بالکل سب کچھ کرتی وہ میرا فرض ہوتا۔

تو جناب یہ میرا بھی کچھ فرض بنتا ہے کے نہیں۔ویسے بھی کچھ دن ہی خدمتیں کروالو ساری زندگی تو میں نے ہی کروانی ہیں تم سے خدمتیں۔

بہت مطلبی انسان ہے آپ۔

جی۔تھنک یو سو مچ مائی لو۔

ᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥ

شانی سو کے اُٹھی تو پاس کوئی نہیں تھا۔۔حویلی میں بھی نوکروں کے سوا کوئی نظر نہ آیا تو ماں جی کمرے کی طرف ہولی کے وہاں ہو کوئی۔۔

شانی چوہدرائن کی غیر موجودگی میں انکے کمرے میں گئی تھی۔اچانک سے شیلف پر پڑی فوٹوالبم پر نظر پڑی تو خوشی سے لے کر بیٹھ گئی کے مہتاب کے بچپن کی تصویریں ہونگیں۔پر جب تصویرے دیکھنا شروع کی تو وہ کسی لڑکی تھی جو ہوبہو شانی کو اپنی پرچھائی لگی۔

یا اللہ یہ کون ہے بالکل مجھے جیسی ہیں۔میری کوئی بہن بھی تھی پر میں تو

ساری زندگی اماں کے ساتھ اکیلے رہی ہو۔اُف کس سے پوچھوں کوئی ہے بھی نہیں اس وقت گھر پر۔

اتنے میں مجیدہ کمرے میں آئی تو شانی کو اس طرح چوہدرائن کے کمرے دیکھ کے بولی۔شانی چوہدرائن بہت غصہ کرتی ہیں۔انکی چیزوں کو جب بھی ہاتھ لگایا جائے اور چل یہاں سے ورنہ تمہاری خیر نہیں۔

آپا مجیدہ آپ کتنے عرصے یہاں کام کر رہی ہو۔؟

میں تو جب چوہدائن کی شادی ہوئی تھی۔تب انکے ساتھ آئی تھی۔

مطلب میں جو پوچھوں گی آپ وہ سب جانتی ہونگی۔۔ہے نہ؟

کیا پوچھنا ہے؟

یہ تصویر میں کون لڑکی ہے۔میں نے کبھی بھی نہیں دیکھا ہے ان کو یہاں یا یہ کہی اور رہتی ہیں؟

مجیدہ نے تصویر کو غور سے دیکھا پھر افسوس سے بولی۔

حق ہا۔۔کیا بتاؤں اس بد قسمت کے بارے میں تم کو۔۔بہت چھوٹی عمر میں بڑے بڑے دکھ جھیلے بچاری نے۔

ہے کون؟؟؟

اپنے بڑے چوہدری اکبر رحمان ملک جی ہے تھے انکی بہن تھی جی۔۔شوہر کے

مرنے کے بعد ایسا جوگ لیا عدت کے لئے کمرے میں گئ پر کبھی باہر نہ نکلنے کی قسم ہی کھا لی تھی۔جب کہ چھوٹی سی بیٹی بھی تھی ان کی یہی کوئی سال کی ہوگی۔پتہ نہیں کہاں غائب ہوگئی۔اسکے بعد تو جینے کا مقصد ہی ختم ہوگیا تھا انکے لئے۔رو رو کے اپنی جان ہی دے دی تھی۔اتنا روتی تھی کے ساری حویلی انکے غم میں برابر کی شریک تھی۔اور ایک دن تو ایسا سوئی کے اُٹھی نہیں۔ سارے دکھ درد جیسے ختم ہوگئے ہوں۔جہاں گاؤں میں لڑکیاں ضویا جیسی قسمت کی دعا کیا کرتی تھی۔وہاں یہ وقت بھی آیا کے اللہ اس نمانی جیسی قسمت کسی کو نہ دے۔

ایسا کیا ہوا تھا جو اس حال میں پہنچ گئی تھی؟

ہونا کیا تھا۔شوہر پر مل والوں نے جان لیوا حملہ کر دیا تھا۔دیور چچا سسر سب ہلاک ہوگئے تھے۔اسکی تو زندگی اک گھڑی میں بدل گئی تھی۔اسی لئے آج تک جٹوں کی نہ چوہدریوں اور آپس میں بنی۔۔دشمنی ہے تب سے۔

مجھے اماں نے کبھی نہیں بتایا تھا اس بارے میں وہ تو آپ سے بھی پہلے یہاں ہی کام کرتی تھی یہی پلی بڑھی تھی۔اتنا تو انہوں نے بتایا تھا۔

شانی کب سے پتہ نہیں کن خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی مہتاب کے آنے تک کا پتہ نہ چلا۔جب مہتاب نے پاس آکر ماتھے پر بوسا دیا تو ایک دم سے شانی

ہڑبڑا کے پیچھے کو ہوئی۔

کیا ہوا کچھ غلط کیا میں نے؟مہتاب نے اسکی عجیب سی حالت کو دیکھا تو پوچھا۔
کیا تم رو رہی تھی کسی نے کچھ کہا؟

نہیں میں تو کچھ سوچ رہی تھی۔

واہ آج تو بہت پتے کی بات پتہ چلی ہے کہ شانی صاحبہ سوچتی بھی ہیں۔

میں آپ سے کچھ پوچھوں تو کیا آپ سچ سچ بتائیں گے۔۔؟

ہاں پوچھو کیا پوچھنا ہے؟اگر شادی سے پہلے میرے کتنے افیئر تھے پوچھنا ہے پہلے ہی بتا دوں تم میرا پہلا اور آخری افیئر ہو۔

نہیں مجھے اسکے بارے میں نہیں جاننا میں ضویا جی کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔

ضویا۔۔یہ نام کہاں سے پتہ چلا تم کو۔۔؟

میں جانتی وہ آپکی بوا تھی اب اس دنیا میں نہیں رہی۔میں سب جانتی ہوں۔۔

کس نے بتایا تم کو یہ سب؟اماں نے کبھی نہیں بتایا ہوگا۔ماجی یہ بات کرے گی نہیں تم سے مریم صحیح سے واقف نہیں پھر کون ہوسکتا ہے؟

آپ اسطرح کیوں حساب کتاب لگا رہے ہیں۔آپا مجیدہ نے بتایا ہے سب اور اب تو میں بھی اس گھر کا فرد ہوں مجھے بھی سب پتہ ہونا چاہیے۔اس لئے

پوچھ رہی ہوں۔ماں جی سے پوچھوں گی تو پتہ نہیں بُرا ہی نہ مان جائیں۔آپ میرے سر کی قسم کھاؤ کے جو میں پوچھوں گی وہ سچ سچ بتاؤگے۔۔

شانی جو پوچھنا ہے پوچھو قسم کہاں سے آگئی ہے اس میں۔۔

نہیں آپ پہلے قسم کھائیں۔

اوکے بابا میں قسم کھاتا ہوں میں جو جو کہوں گا سچ کہوں گا سچ کے سوا کچھ نہیں کہوں گا۔۔بس ہوگیا یقین۔شانی نے اثبات میں سر ہلایا۔

ابراہیم اور ضویا میرے امی بابا تھے نہ۔۔۔؟؟

مہتاب کا ایک دم سے رنگ اُڑ گیا۔

یہ تم کو کس نے کہا۔۔۔؟

دیکھے آپ نے قسم کھائی ہے کوئی جھوٹ نہیں نہ ہی کچھ چھپائیں گے۔مہتاب نے سر اثبات میں ہلایا۔۔دیکھو جو بتاؤں گا ہمت سے سننا اور کسی کو اس میں غلط مت سمجھنا۔۔تمہارا اس حویلی دور رکھنا ماں جی کا فیصلہ تھا۔تم کو کچھ وقت کے لئے دور کیا جائے تو پتہ نہیں بوا اپنا ارادہ بدل لے اور اپنی قسم توڑ لے کمرے سے نکلنے کی۔۔پر کسی کو ذرہ بھی خیال نہیں آیا تھا کہ انکے ساتھ یہ سب بھی ہوسکتا ہے۔۔اماں نے صرف تمہاری بھلائی سوچی تھی پر بُرا نہیں سوچا تھا کچھ بھی۔۔اور ساری کہانی سُنائی ابراہیم کی اور ضویا بوا کی۔شانی نے

سنتے سنتے ہچکیوں سے رونا شروع کر دیا۔

کاش کہ میں کبھی اپنے ماں باپ سے مل سکتی۔اماں نے بھی کبھی نہیں بتایا۔۔ کوئی اپنے ماں باپ کو جانے بغیر اتنی زندگی گزار سکتا ہے میری طرف دیکھو کیسے سب سے انجان تھی میں۔۔ساتھ ساتھ روئی جا رہی تھی۔۔دیکھو شانی اماں کو یہی ڈر تھا کے جنہوں نے تمہارے خاندان پر حملہ کیا کہی تم کو نقصان نہ پہنچا دے ایسی لئے رشیدہ اماں تم کو لے کر اپنے آبائی گھر چلی گئی تھی جب تم دس سال کی ہوئی تو واپس یہاں آگئی تھی۔۔اور سب کو یہی پتہ تھا کے تم رشیدہ اماں کی بیٹی ہو۔۔رشیدہ اماں نے تمہاری وجہ سے شادی نہ کی کہ تم انکی بہترین دوست کی نشانی ہو۔۔ان سے بدگمان کبھی مت ہونا۔۔تم کو یہ سب کیسے پتہ چلا وہ بتاؤ؟؟

میں جب ماں جی کے کمرے میں تصویریں دیکھی تو مجھے بالکل اپنی کاپی لگی۔ اسکے بعد میں نے مجیدہ آپا سے پوچھا۔پھر مجیدہ آپا کے کمرے سے چلے جانے کے بعد ماں جی کے کمرے کی تلاشی لی کے کچھ نہ کچھ مل ہی جائے جس میں میرے شک کی تصدیق ہوسکے تو جانتے ہیں مجھے کیا ملا۔۔۔ شانی نیلے رنگ کی فائل مہتاب کے آگے رکھی۔وہی فائل جس کو دیکھ کو چوہدرائن نے شانی سے شادی کرنے پر ہامی بھری تھی۔

یہ۔۔یہ فائل۔۔کیا تم نے سب پڑھ لیا ہے۔۔۔؟

جس میں برتھ سرٹیفکیٹ ہے شانی کی تصویریں ضویا اور ابراہیم کے ساتھ تھی۔ اور تیمور کے امتیاز اور احسان کے متعلق سب کچھ تھا اور شانی کی جائیدات کی معلومات سب تھا۔۔

اس سب کے بعد کیا میں اپنے خاندان والوں سے ملنے کا حق نہیں رکھ سکتی کیا۔۔میں پوچھنا چاہتی ان سب سے۔کیوں کسی کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا کیوں؟؟؟شانی پھوٹ پُھوٹ کے رو رہی تھی۔مہتاب نے اپنے دونوں ہاتھ کی انگلیوں سے آنسوں صاف کیے اور اپنے ساتھ لگا لیا شانی کتنی دیر تک یونہی روتی رہی جیسے سب اپنے آج ہی اس سے بچھڑیں ہوں۔

میں ان مل والوں سے گن گن کر بدلہ لوں گی۔جنہوں نے ہمارے گھر کی خوشیاں چھینی تھیں۔میں بھی انکا سکھ چین سب کچھ چھین لوں گی۔

بس شانی بہت ہوا۔۔کیا مل جائے گا یہ سب کرکے کب تک یہ نفرتوں کی آگ کو ہوا دیتے رہنا ہے نسلوں کی نسلیں ختم ہوجاتی ہیں اس آگ سے۔ حاصل کیا ہوتا ہے کچھ بھی نہیں صرف نقصان ہوتا ہے بس۔۔اور کچھ بھی نہیں۔۔تیمور چاچو نے اپنی ساری زندگی جیل میں گزار دی ہے۔احسان چاچو ملک سے باہر ہے واپس کبھی نہیں آئے۔تمہارے دادا جان نہیں رہے۔اب اگر تم بھی اپنے چچا کے نقشے قدم پر چلنا چاہتی ہو تو پھر بھی میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔پر جو انصاف اللہ کرتا ہے وہ کوئی نہیں کرسکتا۔اکرام جٹ نے بھی بیٹے

اور پوتے کو کھویا تھا۔پھر اسے بیٹے نے اسے بدلا لیا۔کیونکہ اسکے باپ کی ہی وجہ سے انہیں اپنی بیٹے کو مٹی کے سپرد کیا تھا۔اس میں اسکے بیٹے یا اُسکے پوتے کا کیا قصور تھا۔اگر تم سچ مچ اللہ سے انصاف چاہتی ہو تو اللہ پر سب چھوڑدو وہ سب بہتر کرنے والا ہے۔

تیمور کو سترہ سال قیدِ بامشقت کی سزا ملی تھی۔ان سالوں میں ایک بھی دن ایسا نہ تھا جس دن اسنے ابراہیم کے بارے میں نہ سوچا ہو۔

کاش کے میں مرجاتا ابرہیم تم کیوں چلے گئے۔تمہارا تو کوئی قصور نہیں تھا۔آخر کیوں آئے تھے مجھے بچانے۔کاش کے سب پہلے جیسا ہو پاتا کاش۔زندگی میں ایک کاش لفظ ہی ایسا ہوتا ہے جو اذیت سے بھرا ہوتا ہے۔سترہ سال کی سزا کے بعد جب تیمور جیل سے رہا ہوا تو مہتاب لینے گیا تھا۔نعیمہ چچی اور احسان بھی ملک واپس آئے تھے تیمور کی رہائی پر۔

احسان نے آگے بڑھ کر تیمور کو بھینچ لیا تو دونوں بھائی خوب روئے۔

اتنے عرصے بعد دیکھا ہے تم کو بہت بڑے ہو گئے ہو۔

ہاں تینتس سال ہوگیا ہوں بڑا تو لگوں گا ہی۔

یار اتنا وقت بیت گیا مجھے تو ایسا لگتا صدیاں گزار کر دنیا میں آیا ہوں۔تیمور اپنی ماں سے ملا تو ان کو اتنی ضعیف لگیں۔۔نہیں تو یہ وہ لیڈی تھی جو گاؤں میں

رہنے کے باوجود رہن سہن شہری کہلاتی تھیں۔

امی جی پہچانا مجھے؟

ماں ہوں تمہاری اولاد کو نہیں پہچانوں گی کیا۔میرے لئے تو وقت وہی تھم گیا تھا۔جب تم نے آخری دفعہ کہا تھا بار بار مجھے جیل میں ملنے مت آیا کرو اذیت میں اضافہ ہوتا ہے پھر لاکھ کوششوں پر بھی نہ ملنے آئے۔کیسے گزرے یہ سال میں ہی جانتی ہو۔مہتاب سب کے جذباتی کلمات سن رہا تھا اور اپنی باری کا انتظار کررہا تھا۔تیمور نے اجنبی چہرے کی طرف دیکھا اور سوالیہ نظروں سے پوچھا۔کون ہو بھائی تم۔۔۔؟؟؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چاچو پہچانا نہیں مجھے۔۔؟میں مانی ہوں۔۔

آپکی شانزہ کا شوہر۔تیمور نے شانزہ کا نام سنا ایک دم سے ابراہیم یاد آگیا بھابھی کا پیار سب آنکھوں کے سامنے آگیا۔

شانزہ نہیں آئی۔۔۔؟

وہ آپکا گھر میں انتظار کر رہی ہے۔

سب گھر پہنچے تو ایک دفعہ پھر سے حویلی میں خوشیوں کا راج قائم ہوگیا۔
چوہدرائن نے بھی شانی سے اپنی غلطی پر معافی مانگی تھی۔

شانی میری دھی رانی میں کبھی تیرا بُرا نہیں چاہا تھا۔بھلائی کرنی چاہی تھی چوہدری صاحب کی حالت نہیں دیکھی جاتی تھی۔میں نے سے سوچا ایک دن تو نظر نہ آئے گی ضویا کو تو وہ اپنا جوگ ترک کرکے باہر آجائے گی پر میری اس غلطی پر اسکی جان چلی گئی مجھے معاف کردے میری دھی۔میں ساری عمر بھی اسکا ازالا کرو تب بھی کم ہے۔تجھے یہاں سے دور اس لئے رکھا تھا کے تیری شکل ہوبہو ضویا سے ملتی تھی اگر پھر سے اکرام جٹ کا دماغ گھوم جاتا تو پھر سے بدلہ نہ لینے بیٹھ جاتا۔میں سوچ بھی نہ سکتی تھی آگے کچھ اور ہو۔۔ حویلی میں ہزار پابندیاں ہوتی۔حویلی سے دور رہتی اور سب لوگوں سے اوجھل تو آزاد گھومتی پھرتی رہی۔ورنہ قیدیوں سی زندگی ہو جاتی تیری۔اگر میں پھر بھی غلط کیا میں ہاتھ جوڑتی ہو تیرے آگے۔

نہیں ماں جی اب اور نہیں جو ہونا تھا ہوگیا۔شاہد یہی قسمت تھی اور ایسا ہی ہونا تھا سب۔آپ ہاتھ مت جوڑیں۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

تیمور گاؤں دیکھنے نکلا تو کچھ بھی پہلے جیسا نہیں تھا ہر چیز بدل چکی تھی۔ان سالوں میں۔۔۔چلتے چلتے کب قدم بانو کے گھر کی طرف گئے پتہ ہی نہ چلا۔ گیٹ کے پاس جاکے سوچنے لگ گیا کیا کرے اندر جائے یا واپس ہو جائے۔اب سب بدل گیا کیا پتہ بانو یہاں ہو بھی نہ اتنے سالوں میں تو شادی ہوگئی ہوگی اسکی۔۔۔واپسی کو قدم واپس لئے تو بانو کے بھائی اسجد سے ٹکراؤ ہوگیا۔جو

چھٹ سے پہچان گیا تھا۔

آپ وہی ہے نہ ابراہیم بھائی کے بھائی تیمور ؟تیمور نے اثبات میں سر ہلایا۔

آیئے اندر چلیں سب آپ سے مل کے بہت خوش ہونگے۔۔پتہ چلا تھا صبح آپ کا کے کل رات ہی آئیں ہیں۔اندر گیا تو سب بہت خوشی سے ملے۔پر پتہ نہیں تیمور کو کسی کا انتظار تھا۔یہ جانتے ہوئے بھی کے کوئی نہیں رہا اسکا انتظار کرنے والا۔۔۔

بانو کی بابا کے پاس تیمور نظریں جھکا کے سب سن رہ تھا اسکے بعد کیا کیا ہوا تھا گاؤں میں۔۔ایک خیال آنے پر بانو کے بابا نے پوچھا۔شادی کیا ارادہ پُتر جی اب۔۔تیمور نے پتہ نہیں کیوں طنز سمجھا۔

اب کیسی شادی چچا جی سینتیس سال کا ہوگیا ہوں اور اب شادی کرکے کیا کرنا ہے۔۔؟

بیٹا جی ایک بات کرنا تھی پتہ نہیں آپکو اچھی لگے بھی یا نہیں۔پر جب آپکے والد کا انتقال ہوا تھا تو ابرہیم آیا تھا ہمارے پاس ساتھ میں امتیاز صاحب بھی تھے۔تمہاری ذہنی کیفیت کو سمجھتے ہوئے انکا کہنا تھا کے چہلم کے بعد تمہارا نکاح پڑھا دیا جائے تاکہ جن اذیتوں کا شکار تم ہو اس میں سے نکل سکواور ہمارے ہاں بیٹی جس کے نام سے منسوب ہوجاتی ہے مرتے دم تک اسی کے نام سے بیٹھی رہتی ہے۔

کیا مطلب؟ تیمور کو بات کی زرا سمجھ نہ آئی کے وہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔

بیٹا جی آپکی والدہ سے تو عرصہ ہوا بات ہوئی کہ انہوں نے کہا تھا جب بھی تم لوٹو گے تمہاری شادی کرواں دے گے بانو سے۔اور ہم جو زبان دیتے ہیں پھر کبھی مکرتے نہیں ہے۔بانو گاؤں کے کلاج میں پروفیسر ہے پر آج تک شادی نہیں کی۔میری عمر اتنی ہوگئی پتہ نہیں کب اس سونے رب کا بُلاوہ آجائے اس لئے میں اس بھار کو بھی سر سے اتارنا چاہتا ہوں۔

تیمور کو سمجھ نہیں آرہی تھی کے وہ خوش ہوئے کے روئے۔ابراہیم نے کب کب بھائی ہونے کا فرض ادا نہ کیا تھا۔اس پر چلنے والی گولی اپنے سینے پر کھائی اس کی پسند کا رشتہ باندھ گیا تھا۔اور اسنے قانون کو ہاتھ میں لے کر کیا کیا غلط نہ کیا تھا۔بدلہ لینے کے چکر میں۔تیمور نے اثبات میں سر ہلا کر ہامی بھری بانو کے والد آبدیدہ ہو گئے تھے۔

تیمور چھٹی کے وقت کافی دیر سے کالج کے باہر کھڑا بانو کا انتظار کر رہا تھا۔جب اچانک سے بڑی سی چادر میں لپٹی بانو باہر نکلی تو تیمور دیکھتا ہی رہ گیا۔وہ تو آج بھی نہ بدلی تھی بالکل ویسے کی ویسی تھی۔

بانو کیسی ہو یار؟بانو کے عین پیچھے سے آواز آئی۔تو بانو ایک دم سے مڑی تو تیمور کو دیکھ کر حیران ہوئی پہلے۔۔پھر ایک ہاتھ تیمور کے چہرے پر پھیر کر

خود کو جیسے یقین دلایا۔اور وہیں پُھوٹ پُھوٹ کر رونے لگ گئی۔ تیمور کو سمجھ نہ آئی اسے کیا ہو اور کیا کرے وہ۔

بانو کیا ہوا۔۔یار اگر میرا آنا اچھا نہیں لگا تو میں چلا جاتا ہوں پر ایسے رو تو مت۔۔بانو نے نہ دیکھا وہ کالج کے باہر کھڑی ہے جہاں سے لڑکیاں ابھی بھی کالج سے باہر کو نکل رہی تھی گھوما کر زور سے ایک تھپڑ تیمور منہ پہ مارا۔پاس جاتے لوگوں نے رک کر دیکھا۔کچھ نے وجہ پوچھی آیا کوئی آدمی تنگ تو نہیں کر رہا پر بانو نے چلا کر سب سے کہا۔

جاؤ یہاں سے یہ ہمارے آپس کا معملا ہے اور تم۔۔۔۔

تیمور کو انگلی سے وارن کرنے کے انداز سے کہا۔گاڑی میں بیٹھو۔۔پھر کچھ یاد آنے پر پوچھا۔گاڑی چلانا جانتے ہو کے بھول گئے ہو۔ تیمور کا ہاتھ ابھی تک اپنی گال پر تھا۔اسکے یوں پوچھنے پر سر کو ہلایا۔

آتی ہے۔

ہاتھ ہٹاؤ اپنا اتنی تکلیف تو نہیں ہورہی ہوگی جتنی مجھے ہوئی ہے ان وصل کے سالوں میں ہوئی ہے۔گاڑی کی چابی تیمور کو تھمائی اور خود بگل والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

لوفر انسان آج بھی باز نہ آئے تم کیسے کالج کے باہر کھڑے تھے۔ تیمور کو ایسا لگا وقت وہی سے شروع ہوا ہو جہاں سے چھوڑ کر گیا تھا۔وہ آج بھی نہیں

بدلی تھی۔۔

جیل میں رہ کے عقل تو ٹھکانے آگئی ہوگی اب تک۔

ہاں کافی حد تک۔

گڈ۔

کہاں جانا ہے؟تیمور نے گاڑی چلاتے ہوئے بانو سے پوچھا۔۔

جہاں مرضی لے چلو۔۔۔

مس بانو ابھی آپ مسز نہیں بنی جو کہی بھی لے جاؤں تم کو۔۔

خیر اتنی عمر تو ہوگئی ہے کوئی کچھ نہیں کہے گا اب بچے گھر مغرب کے بعد بھی جائے تو ماں باپ نہیں پوچھتے۔میں تو پھر کافی عمر کی لیڈی ہوں۔کوئی ساکول گوئنگ گرل نہیں۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

شانی کو گولی جس نے ماری تھی وہ پکڑا گیا ہے مہتاب صاحب آپ پولیس آسٹیشن آکر دیکھ لو بہت بڑے لوگوں کو ہاتھ ڈالا ہے مجھے تو لگتا ہے میری خیر نہیں اب۔

انسپکٹر صاحب آپ نے حق سچ کی قسم اُٹھا کر اپنی عوام کی مدد کرنی ہے کے بڑے لوگوں سے ڈر کر ان کا ساتھ دینا ہے۔

میں نے اگر بڑے لوگوں کا ساتھ دینا ہوتا تو کبھی یہ کاروائی نہ کرتا اکرام جٹ کے پوتے پہلے ہی گاؤں کے لوگوں کو بہت تنگ کر رکھا ہے۔اپنے اثر وسوخ کی وجہ سے بندے کو بندہ نہیں جانتا۔ابھی مجھے دھمکی والی کال بھی آئی ہے کے ایف۔آئی۔آر خارج نہ کی تو میرا خاندان مٹا دے گے۔

آپ کچھ وقت روکئے میں بھی دیکھوں صاحب ہے کون اور کیا تکلیف تھی شانی سے اسکو۔۔۔

تیمور نے گاڑی کا رخ نہر کے پاس بنے پارک کی طرف کردیا پارک کے آگے گاڑی روکی۔اور دونوں اندر کو چل دیئے دونوں میں سے کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔تیمور چلتے چلتے نہر کے کنارے کے پاس بیٹھا اور پتھر اُٹھا اُٹھا کر نہر میں پھینکنے لگا۔

اتنے سال کیوں برباد کیے میرے لئے؟

آہاں۔۔مطلب سب انفارمیشن اکھٹی کرکے میرے پاس آئے ہو۔خوش فہمی ہے تمہاری کے تمہارے لئے اتنے سال انتظار کیا۔۔

جھوٹ نہیں بولو۔تمہاری آنکھوں میں دیکھا میں وہ سارا قرب جو ان سالوں میں میرے لئے محسوس کرتی رہی ہو۔

قرب نہیں اذیت کہو۔تم نے ایک بھی پل کے لئے کسی کے بارے میں سوچا

سب تباہ کردیا۔سب ختم کردیا اپنے ہاتھوں سے۔۔۔ بانو غصے سے بولی۔۔

تم نے دیکھا نہیں تھا اس دن کیا ہوا تھا۔۔؟مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ اپنے آپ کو بزدل نہیں ثابت کرنا چاہ رہا تھا۔بس اسی لئے وہ سب ہوگیا۔۔میں ابراہیم کے لئے کبھی برا نہیں چاہا تھا وہ کیسے میرے اور اس گولی کے بیچ حائل ہو گیا مجھے پتہ ہی نہ چلا۔بہت دکھ ہے مجھے اور اپنی آخری سانس تک رہے گا۔ شانزہ کے ساتھ اور بھابھی کے ساتھ ہوا۔وہ بچی کل میرے گلے لگ کر روئی قسم سے لگا میں نے اسکی زندگی اپنے غصے اور بدلے میں خراب کر دی ہے۔

اسنے کہا میرے بابا تو یاد نہیں پر میں آپکو بابا بول سکتی ہو۔مجھے اسکے اندر کے خالی پن کا احساس ہوا۔میری چھوٹی سی شانزہ اتنی بڑی ہوگئی میں تو دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔اتنی سی تھی میری گود میں۔۔تیمور نے ہاتھوں کے اشارے سے بتایا۔۔

تیمور کی آنکھوں میں آنسو تھے۔بانو بالکل بھی تیمور کو احساس نہیں دلانا چاہ رہی تھی کے وہ بدل گئی اسے بے انتہا پیار ہوا تھا ان گزرے سالوں میں اگر وہ میچور ہو کے بات کرے گی تو تیمور سنجیدہ سے سنجیدہ تر ہوتا چلا جائے گا۔ اس لئے اس نے اپنا کلندہ پن قائم رکھا اور وہی سترہ سال والی بانو بن گئی وہ اس شخص کے لئے کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔دونوں ہاتھ تیمور کے کندھے پر رکھے۔۔تیمور،بانو کی طرف دیکھنے ہی لگا تھا کے بانو نے تیمور کو نہر میں دھکا

دیا۔اور ہنسنے لگ گئی۔تیمور نے پہلے غصے سے بانو کی اس حرکت کو دیکھا پھر اسکی ہنستے ہوئے چہرے کو اور سر جھٹک کر خود بھی مسکرا دیا۔

تم نہیں بدلو گی کبھی۔

لو بھلا جو بدل جائے اسکا نام بانو کمال تو نہ ہوا۔۔

ہاں نہیں ہوگا اب سے۔۔

مطلب؟؟؟

مطلب اب سے بانو تیمور جو ہونے والا ہے تمہارا نام۔بانو نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا اسے ثابت قدم رکھا اوراس پاک ذات نے اسے ایک محبت کرنے والا ہمسفر نواز دیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

پاکستان کی 21 کروڑ عوام میں سے صرف 30 فیصد آبادی روزانہ 10 روپے کا جوس پئیں تو مہینے بھر میں تقریبا 1800 کروڑ روپے خرچ ہوتے ہیں۔اور اگر آپ انہی پیسوں سے سوفٹ ڈرنک پیتے ہیں تو یہ 1800 کروڑ روپے پاکستان سے باہر چلے جاتے ہیں۔۔اصل میں جوس اور سوفٹ ڈرنک بنانے والی کمپنیاں روزانہ 3600 کروڑ سے زیادہ کماتی ہیں۔میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ گنے کے جوس اور پھلوں کے رس وغیرہ کو اپنائیں اور ملک کے 3600 کروڑ روپے بچا کر ہمارے کسانوں کو دیں۔تاکہ کسان خودکشی جیسی

حرام موت نہ مرے۔اگر ہم یہی موقع اپنے لوکل لوگوں کو مہیا کریں۔تو خالی پھلوں کے رس کے کاروبار سے ایک کروڑ لوگوں کو روزگار مل سکتا ہے۔آپ کا یہ چھوٹا سا کام ملک میں خوشحالی اور ترقی لاسکتا ہے۔لازمی نہیں ہر کام سیاست دان کریں کچھ کام ہم سب کو اپنے اوپر بھی فرض کرنے چاہئیں جیسے سُپراسٹوز کے علاوہ غریب پھل فروش سے پھل خرید لے ان سی مول بھاؤں کم کریں بلکہ آپ صاحبِ حیثیت ہیں تو ان کی مدد کر دیں۔دورنہ جائیں اپنے آس پاس لوگوں پر نظر دوڑائیں نیکی بھی کما لیں گے اور غریب کا بھی بھلا ہو گا۔

جانتا ہوں اتنے سے کام سے بھلائی نہیں آئے گی پر کسی کو تو شروعات کرنا ہو گی۔ہم سے ہی کیوں نہیں؟دولت ہے تو اپنے ملک کے لئے کیوں نہیں؟اپنے گاؤں میں ہینڈی کرافٹ سے بنی ملبوسات اور چیزے اصل دام ان مزدور بہنوں اور بھائیوں کو دیا جائے تو کوئی بھی کسان یا محنت کش بھوکا نہ رہے کو کسی کے آگے ہاتھ نہ پھلائیں۔۔ہمیں خود کو بدلنا ہے۔کوئی حکمران آکے کیوں بدلے ہم کیوں نہ خود کو بدلیں۔آؤں آج ہم ایک عظم ایک وعدہ کرتے ہیں ہم سب سے پہلے اپنے آپ کو بدلیں گے تو ملک کا مستقبل خودبخود بدل جائے گا۔۔

چوہدری مہتاب اکبر ملک نے فیکٹریوں کے میز کے افتطا پر میڈیا اور سارے گاؤں میں پیغام پہنچایا تھا۔۔

جب سے مہتاب کی فیکٹریاں گاؤں میں لگی تھی۔۔اکرام جٹ کا کام ٹھنڈا پڑتا جا رہا تھا۔۔پوتا جیل میں تھا جس کے بل پر پورے گاؤں میں گنڈا گردی مچا رکھی تھی۔۔

مہتاب ہی اکرام جٹ کے پوتے کو سزا دلوائی تھی جو جیل میں اپنی سزا بُھگت رہا تھا۔۔بیٹا شراب کے نشے میں دھت رہتا تھا اور غلط سنگت میں آدھی سے زیادہ دولت اُجاڑ چکا تھا۔۔اکرام کے سر سے سیاست دانوں کا بھی ہاتھ اُٹھ چکا تھا ب سے بیٹے اور پوتے کی خبر میڈیا میں آئی تھی۔۔ہر کام خسارے میں جا رہا تھا۔۔بیوی بیٹیوں کبھی کچھ سمجھا ہی نہیں تھا۔۔ایک دن اچانک اکرام جٹ کو فالج کا اٹیک ہوا اور وہ بسترِ مرگ پر پڑگئیں۔۔جو رہا سہا مال بیٹے نے غنیمت سمجھ کے اپنے نام کروا لیا تھا اور باپ کو سرکاری ہسپتال میں چھوڑ آیا تھا۔۔

ہم دولت کو ہی اپنا خدا سمجھ لیتے ہیں کی ہر چیز کا حل دولت سے ہی نکالا جا سکتا ہے پر اصل میں حقیقی دولت آپ کا اخلاق ہوتا ہے۔جو مرنے کے بعد بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ رہتا ہے۔۔شانی نے سب اللہ پر چھوڑی تھی تو اللہ بہترین انتقام لینے والوں میں سے ہوتا ہے۔۔وہ ذات اکثر وہ کور دیتی ہے جو آپ کبھی بھی نہیں کر سکتے۔۔

دو سال ہوگئے تھے زندگی اپنی رفتار پر چل رہی تھی تیمور بیگ نے مہتاب کے

ساتھ مل کے فیکٹریوں کا کام سنبھال رکھا تھا۔اور بانو سے شادی کو بھی دو سال ہوگئے تھے۔۔

احسان یوکے ہی اپنی فیملی کے ساتھ سیٹل تھا پر اب نعیمہ چچی پاکستان آگئی اپنے بیٹے تیمور کے پاس۔۔

شانی نے بی۔اے کے پیپر دینا تھے اسلئے وہ آج کل اپنی چچی کے گھر سیفٹ ہوئی تھی۔۔

کب سے فون بج رہا ہے شانی پُتر دیکھ تو صحیح۔۔۔

جی دادو دیکھتی ہوں۔۔

ضرور صاحب کا ہوگا فون۔۔۔

اسلام علیکم۔۔فرمائیں؟؟؟

وعلیکم اسلام۔۔یہ اپنا سیل کیوں آف کر رکھا ہے۔

میرے خیال سے میں آپ سے تنگ ہو کے یہاں آئی تھی اپنے اگزیمز کی تیاری کرنے چچی کے پاس۔۔

ہاں پتہ ہے پر یار بہت یاد آرہی ہے تمہاری کیا کروں۔اوپر سے جب دیکھو سیل آف ملتا ہے بھول ہی جاتی ہو اپنے مائیکے جا کر۔۔

صاحب آپکو کچھ کام تھا جو فون کیا آپ نے۔۔

بہت ہی کوئی بد زوق بیوی ملی ہے مجھے میں رومینٹک ہونے کی بات کررہا ہوں اور تم کو اپنی پڑی ہے۔۔کیسے ہورہے ہیں اگزیمز۔۔مہتاب نے بد مزہ ہوکر مروت میں پوچھ ہی لیا۔

پتہ نہیں کونسی گھڑی تھی جب تمہاری تعلیم کا بھڑا اٹھایا تھا کے پوری ہوگی تو ہی اپنی زندگی کی شروعوات کرے گے۔۔دو سال ہوگئے ہیں آج کچھ یاد بھی ہے کہ نہیں۔۔مجھ کو تو لگتا ہے تمہیں مجھ سے پیار ہی نہیں ہے۔۔

یااللہ۔۔کیسی باتیں کرتے ہو سرتاج جی ہم تو آپکو دلوں جان سے پیار کرتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے واہ۔۔کیا میں اس پر دور دور سے۔۔

same to you

بولوں کے پاس آکے۔۔

دیکھے آپ ایسا کچھ نہیں کرے گے جب تک میرے پیپر ہے۔آپ یہاں نہیں آئیں گے۔۔

زرا پردہ ہٹاؤں میں نیچے ہی کھڑا ہوں چلو شاباش آج آخری پیپر تھا تمہارا میں سب پتہ کروا کے آیا ہوں اور چچی نے بھی اجازت دے دی ہے بے صبرے انسان لے جاؤ اپنی بیوی کو۔۔سو میں لینے آگیا ہوں اب میں اوپر آؤں یا تم

نیچے آرہی ہو۔۔؟؟

مجھے نہ یہ گاؤں ہی چھوڑ دینا چاہیے کچھ چھپا نہیں رہ سکتا یہاں۔آرہی ہوں دس منٹ۔۔۔

کوئی دس منٹ نہیں جو کچھ سمیٹنا ہے خود ہی چچی پہنچا دے گی حویلی۔۔

شانی نے فون رکھا اور نیچے کو بھاگی۔۔اور سیدھا مہتاب کے پاس جا کے رکی۔

لو جناب آگئی ہوں چلو حویلی۔۔

اتنی جلدی بھی کیا ہے ابھی تو شام انجوئے کرتے ہے پھر جائے گے۔۔

مہتاب نے آنکھ مار کے شانی سے کہا اور ڈرئیور سیٹ سنبھالی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہاں جا رہے ہیں ہم۔۔۔؟؟

سرپرائز ہے یار ایسے کیسے بتا دوں۔۔

آپ مجھے زمینوں پر لے جارہے ہیں؟

مہتاب نے بس شانی کی طرف دیکھنے پر ہی اتفاق کیا۔۔جب پہنچے تو شانی کو اندھیر میں کچھ نظر نہ آیا۔۔

یہاں تو رات ہوگئی ہے اور لائٹ بھی نہیں ہے اندھر میں چوہے اور سانپوں کا شکار کرنا ہے۔۔

مہتاب نے چٹکی بجائی ایک دم سے ہر طرف روشنی ہی روشنی چھاگئی تھی گھیتوں کے بیچوں بیچ ڈائنگ ٹیبل گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔مہتاب نے شانی کا ہاتھ تھام کے ٹیبل کے پاس لے کر گیا اور اسکے لئے کرسی وا کی اور بیٹھنے کا اشارہ گیا۔۔شانی کے لئے یہ کوئی افسانوئی کہانیوں سا منظر لگ رہا تھا۔۔یہ نہیں تھا کے یہ پہلی دفعہ کیا تھا مہتاب نے وہ ایسے سپرائز دیتا رہتا تھا۔۔شانی نئے نئے سپرائز کی عادی ہو چکی تھی۔۔ہر دفعہ دل سے دعا کرتی تھی اللہ اسکا اور مہتاب کا ساتھ یونہی بنائے رکھے۔۔زندگی میں اگر ہم اپنا ہر فیصلہ اللہ کے سپرد کردے تو وہ اپ کی زندگی حسین سے حسین ترین بنا دیتا ہے۔۔

♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆♆

♥ختم شدہ♥

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول۔ ناولٹ۔ افسانہ۔ کالم۔ آرٹیکل۔ شاعری۔ پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین